337 | مئی ۲۰۱۰ء

مُدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمٰن مدنی
حفظہ اللہ

مُدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملّتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

مُحدّث

پاکستان میں نفاذِ شریعت کے اہم مراحل

۲۲ نکات اور دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء

ڈاکٹر اسرار احمد؛ کچھ یادیں، کچھ باتیں

ISLAMIC
RESEARCH
COUNCIL

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی　　　　**مدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ محدث کی ابتداء انڈیا سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والا ایک رسالہ جس کا نام محدث ہی تھا اسی کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ محدث کے ہی نام سے پاکستان میں عظیم اسکالر حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اجراء کیا اور 1979 سے لے کر اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے۔اور محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ ماہنامہ محدث ہر صاحب علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کے لیے تلوار بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر اسلام کی ابدی تعلیمات کو فروغ دینا

دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع کرنا

قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو کمزور کرنے والے عناصر کی بیخ کنی کرنا

علوم جدیدہ سے بہرہ ور کر کے انسانی افکار کو ارتقاء تک لے جانا

اتباع قرآن وسنت کی طرف والہانہ دعوت دینا

وحدت امت کو قائم رکھتے ہوئے سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار کرنا

اور

صحابہ، تابعین، محدثین اور تمام آئمہ کرام سے محبت کے جذبات کو پروان چڑھانا اس علمی وفکری مجلّے کا شعار ہے

یقینی طور پر ماہنامہ محدث علمی، تحقیقی، معلوماتی اور انتہائی شائستہ زبان رکھنے والے مضامین کا ایک حسین امتزاج ہے

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **محدث** لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمن مدنی

مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

Only For SMS
0333-4213525

جلد ۴۲ / شمارہ ۵ — جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ — مئی ۲۰۱۰ء

فہرست مضامین

فکر و نظر

پاکستان میں نفاذِ شریعت کے اہم مراحل — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ۲

آئین و دستور

① قراردادِ مقاصد کا متن — ۷

② ۳۱ علمائے کرام کے ۲۲ نکات — ۹

③ ۲۲ نکات اور دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء — جسٹس خلیل الرحمن خاں — ۱۴

④ جملہ مکاتب فکر کا متفقہ ترمیمی شریعت بل — ۴۰

⑤ دستورِ سعودی عرب کی اسلامی دفعات — ڈاکٹر محمد اسحٰق زاہد — ۴۴

⑥ ورلڈ مسلم جیورسٹس کی دستوری سفارشات — ۵۰

⑦ نفاذِ شریعت کے رہنما اُصول — جسٹس خلیل الرحمن خاں — ۵۴

تہذیب و ثقافت

شعیب ملک کی شادی اور میڈیا — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۵۶

یادِ رفتگاں

حافظ عبد اللہ حسین روپڑی کا سانحۂ ارتحال — حافظ حسین اَزہر — ۶۳

ایک خادمِ قرآن کی کچھ یادیں کچھ باتیں — حافظ محمد زبیر — ۷۰

ایک اور شاہ بلوط ٹوٹ گرا!! — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۷۵

مدیر معاون: کامران طاہر
0302 4424736

زرِ سالانہ: ۲۰۰/= روپے
فی شمارہ: ۲۰/= روپے

بیرونِ ملک
زرِ سالانہ: ۲۰/= ڈالر
فی شمارہ: ۲/= ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984-8

دفتر کا پتہ
۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700

☎ : 5866476
5866396
5839404

Email:
hhasan@wol.net.pk

Publisher:
Hafiz Abdul Rahman Madani

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

Islamic Research Council

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے، ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

پاکستان میں نفاذِ شریعت کے اہم مراحل

ایک تاریخی مطالعہ

اِن دنوں دستورِ پاکستان کی ۱۸ ویں ترمیم کا چرچا ہے، قانونی تقاضے پورے کرکے اس کے مطابق دستور میں ترمیم کی جاچکی ہے، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان کے موجودہ ابتر حالات کا ایک پس منظر حکومت کے نفاذِ شریعت کے اقدامات سے اسلام پسند عوام کا اعتماد اُٹھ جانا بھی ہے، اور اس سمت ۱۸ ویں ترمیم میں سرے سے کوئی پیش قدمی نہیں کی گئی۔ اسی تناظر میں گذشتہ برس شمالی علاقہ جات میں نفاذِ شریعت محمدی کی بھرپور تحریک اُٹھی تھی جن کا واحد مطالبہ شرعی قوانین کا نفاذ تھا اور اس کے لئے اِس تحریک کے ذمہ داران امن وامان کی ہمہ نوعیتی ذمہ داری اُٹھانے کو تیار تھے۔ اسی مقصد کے لئے 'اَمن مارچ' کے علاوہ چند روز شرعی عدالتوں کے قیام نے اہل سوات کو سکھ کا سانس لینا بھی نصیب کیا۔ فوری طور پر تو اُس تحریک کو امریکی دباؤ کے نتیجے میں دبا دیا گیا، لیکن مستقبل میں بھی جب نفاذِ شریعت کی کوئی تحریک چلے گی تو اس کے لئے درست لائحۂ عمل کا تعین اشد ضروری ہوگا۔ انہی مقاصد کے پیش نظر پاکستان کے دستور میں نفاذِ شریعت کی طرف موزوں پیش قدمی کے لئے 'محدث' کے حالیہ شمارے میں رہنما مراحل کو شائع کیا جارہا ہے جو حسب ِذیل ہیں:

① پاکستان کے بطورِ اسلامی مملکت اَغراض ومقاصد کو سب سے پہلے ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد کے ذریعے طے کیا گیا تھا۔ یہ قراردادِ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں نے پیش کی تھی۔ اس اساسی اور مرکزی دستاویز کو سب سے پہلے شائع کیا جارہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ دستاویز ۱۹۷۳ء کے متفقہ اور پہلے دستور میں بطورِ دیباچہ وتمہید کے شامل کی گئی تھی، جسے بعد میں صدارتی حکم نمبر۱۴ (۱۹۸۵ء) کی رو سے دستور کی دفعہ ۲/الف کے تحت ۱۹۷۳ء کے دستور کا باقاعدہ اور مؤثر حصہ بنا دیا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

④ اِس سلسلے کی دوسری دستاویز ۱۹۵۱ء میں ملک کے ۳۱ رمعروف اور جملہ مکاتبِ فکر کے نمائندہ علما کے تجویز کردہ ۲۲ نکات ہیں۔ ان نکات کو 'اسلامی مملکت کے رہنما اُصول' کی حیثیت سے تشکیل دیا گیا تھا۔ شمارہ ہذا میں ۲۲ نکات کا پس منظر، متن اور دستخط کرنے والے علما کے نام اور تعارف شائع کئے جارہے ہیں۔ اس دستاویز کو پاکستان کے مرکزی اور نمائندہ علما کے متفقہ مطالبہ کی بنا پر ہمیشہ سے ایک معتبر اور باوقار حیثیت حاصل رہی ہے اور اس کو 'نفاذِ شریعت کے رہنما خطوط' باور کیا جاتا ہے۔

③ اس سلسلے میں سپریم کورٹ کے شریعہ اپلیٹ بنچ کے جسٹس خلیل الرحمٰن خاں جو اس سے قبل لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی رہ چکے ہیں، کی تازہ ترین تحقیق بھی اس شمارے کی زینت ہے جس میں علما کے ان ۲۲ نکات کے سلسلے میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ دستورِ پاکستان میں یہ نکات کس کس مقام پر داخل کئے جاچکے ہیں؟ جسٹس صاحب کے زیر نظر جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علما کے یہ بائیس نکات اکثر وبیشتر دستورِ پاکستان کا حصہ بن چکے ہیں۔ اُن کی رائے میں اسلام کے حوالے سے فی الوقت اصل ضرورت دستوری ترمیمات سے بڑھ کر مخلصانہ عزم اور مؤمنانہ فراست کی ہے تاکہ دستور میں شامل ان ۲۲ نکات کا ثمرہ پاکستانی عوام تک پہنچ سکے اور حکومت حقیقتاً دستور میں بیان کردہ ان نکات کی تعمیل کو اپنا فرضِ منصبی سمجھ لے۔ غرض ۳۱ علما کے بائیس نکات اور ان کا یہ تفصیلی جائزہ بھی زیر نظر شمارہ میں زیبِ اشاعت ہے۔

④ اِس سلسلے کی تیسری اہم دستاویز ۱۹۸۶ء میں 'جملہ مکاتبِ فکر کا تیار کردہ متفقہ شریعت بل' ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے عوامی دباؤ کے تحت ۱۹۸۵ء میں جب مارشل لاء اُٹھا کر جمہوریت کو دوبارہ جاری وساری کیا تو ضیا حکومت کے نعرۂ نفاذِ اسلام کو عملی شکل دینے کے لئے عوامی تحریک بھی زور پکڑ گئی۔ سینٹ میں مولانا سمیع الحق اور قاضی عبد اللطیف نے شریعت بل کا ایک مسودہ پیش کیا جس کو منظور کرنے سے پیشتر آئین میں اس مقصد سے نویں ترمیم کو بھی پیش کیا گیا تاکہ شریعت بل منظور ہوجانے کے ساتھ ساتھ آئین میں مطلوبہ ترامیم کرلی جائیں، کیونکہ عام قانون کی حیثیت سے منظور ہونے والے کسی بل سے دستوری ڈھانچے میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوسکتی۔ اس موقع پر جب اس شریعت بل

پر حنفی مکتبِ فکر کی چھاپ ہونے کا الزام لگا کر دینی حلقوں نے ہی مخالفت کی تو مدیر اعلیٰ 'محدث' کی خصوصی کاوشوں سے سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل کے اندر کچھ اصلاحات کر کے جملہ مکاتبِ فکر کا ایک متفقہ شریعت بل بھی متعارف کرایا گیا جس کو جامعہ نعیمیہ، لاہور میں منعقدہ ایک عظیم الشان کنونشن میں علما کے ایک بڑے اجتماع کی طرف سے منظور کر کے حکومت سے اس کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا جس پر بعد ازاں جامعة المنتظر، لاہور کے اکابرین نے بھی صاد کیا۔ اس طرح متفقہ شریعت بل ۱۹۸۶ء کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ قراردادِ مقاصد اور ۲۲ نکات کی طرح نفاذِ شریعت کے لئے یہ بھی جملہ مکاتبِ فکر کا متفقہ مطالبہ ہے۔ بعد میں ضیا حکومت کے خاتمے پر شریعت بل کے نفاذ کی تحریک مدہم پڑتی گئی، اور آخرکار ۱۹۹۱ء میں نواز شریف حکومت نے ایک غیر مؤثر 'شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء' کے نفاذ سے اس عوامی مطالبہ کا اس طرح خاتمہ کردیا کہ اس سے شریعت کے نام کے علاوہ نفاذِ اسلام میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ ہوسکی۔ یہ متفقہ اصلاح شدہ شریعت بل ۱۹۸۶ء بھی زیر نظر اشاعت میں شامل ہے۔

⑤ انہی سالوں میں سعودی عرب کی اسلامی حکومت نے اپنا دستور متعارف کرایا۔ یکم مارچ ۱۹۹۲ء میں جاری ہونے والے سعودی عرب کے پہلے دستور نے ملکی دساتیر کی تاریخ میں ایک بیش قیمت دستاویز کا اضافہ کیا۔ انتہائی مختصر مگر جامع الفاظ میں حکومت کے اسلامی فرائض کو اس دستور میں نمٹایا گیا ہے، یعنی ۱۱ صفحات اور محض ۸۰ آرٹیکلز، جن میں اکثر وبیشتر ذیلی شقات بھی شامل نہیں ہیں۔ 'محدث' کے شمارہ جنوری ۱۹۹۳ء میں سعودی عرب کے اس دستور کا مکمل اُردو ترجمہ پہلی بار شائع کیا گیا جسے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اُستاذ ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد نے عربی سے اُردو قالب میں ڈھالا تھا اور معروف ماہر قانون جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اس ترجمہ پر نظر ثانی کی تھی۔

زیر نظر شمارہ میں سعودی دستور کی اسلامی دفعات کا ایک خلاصہ 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کے ایک اور فاضل استاد حافظ عبدالحلیم محمد بلال نے ترتیب دیا ہے۔ دراصل یہ انتخاب ان کی حال ہی میں شائع ہونے والی ضخیم عربی تالیف الإرهاب سے ماخوذ ہے۔ 'محدث' میں شائع ہونے والی دیگر دستاویزات کے ہمراہ سعودی عرب کے دستور کی اسلامی دفعات اہل نظر کے لیے

www.KitaboSunnat.com

خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ترجمانی میں کمی بیشی کے خدشہ کے پیش نظر سعودی دستور کی ان دفعات کا عربی متن بھی ساتھ دیا جارہا ہے۔

مذکورہ بالا چار دستاویزات کے علاوہ حالیہ شمارۂ 'محدث' میں اس موضوع پر دو معروف قانونی ماہرین کی سفارشات بھی شامل اِشاعت ہیں۔ان میں سے پہلی سفارش 'ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس' کی پیش کردہ دستوری ترامیم پر مشتمل ہے جسے جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ کی سربراہی میں ۱۹۸۶ء میں نفاذِ شریعت کی تحریک کی تائید میں حکومتِ وقت کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ محبّ ِدین قانون دانوں کی یہ سفارشات بھی نفاذِ شریعت کی مساعی میں خاص معنویت کی حامل ہیں۔ دوسری سفارش جناب جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خاں کی تجویز کردہ ہے، جنھوں نے ۲۲ نکات کا دستورِ پاکستان سے تقابل کرنے کے بعد یہ قرار دیا ہے کہ پارلیمنٹ کے دینی عزم کے بعد اس ترمیمی خاکہ سے اِستفادہ کی صورت میں ملک وملت کے لیے قانونی طور پر اسلام کی ڈگر پر چلنے کا راستہ ہموار ہوسکتا ہے۔

اگرچہ ادارۂ 'محدث' Anglo Saxon Laws کے طریقِ کار کی اُلجھنوں کے علاوہ دستور میں اہم سنجیدہ ترامیم ضروری سمجھتا ہے جن کی طرف آئندہ حواشی میں اشارہ بھی کردیا گیا ہے۔ تاہم ان دونوں سفارشات کو بالترتیب نمبر ٦ اور ٧ کے تحت 'محدث' میں شائع کیا جارہا ہے۔

☜ 'محدث' میں ان دستوری مطالبوں، ترامیم اورسفارشات کی اِشاعت سے ایک طرف یہ مقصود ہے کہ ملک میں ۱۸ ویں ترمیم کی منظوری کے ساتھ اسلامی شریعت کی طرف پیش قدمی کے اِقدامات بھی پیش نظر رہنے چاہئیں، کیونکہ اب پاکستان کے مقصدِ وجود اور نظریۂ حیات کو ہی طاقِ نسیان میں رکھ دیا گیا ہے جو کسی طور بھی درست نہیں بلکہ اللہ سے کئے گئے وعدوں سے سنگین اِنحراف ہے جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔

دوسری طرف ان یادداشتوں کی اشاعت کا مقصد موجودہ حکومت کو ماضی قریب میں صوفی محمد کی 'تحریک نفاذِ شریعت اسلامی' کے ساتھ اپنے میثاق کی یاد دہانی ہے جیسا کہ شمالی علاقہ جات میں نفاذِ شریعت کے مطالبے کے وقت سے ہی جملہ مکاتبِ فکر پر مشتمل 'ملی شرعی کونسل' نے 'متفقہ تعبیر شریعت' کے حوالہ سے لائحہ عمل کی تیاری کا کام شروع کردیا تھا تاکہ اگر تحریک نفاذِ شریعت کے صوفی محمد کی بعض غیر حکیمانہ باتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے حکومت اپنے معاہدوں سے پس

وپیش کرے تو جملہ مکاتب فکر نفاذِ شریعت کے سلسلے میں تمام مکاتبِ فکر کی متفقہ سفارشات کو سامنے لاسکیں۔اب تک متعدد علمی مراکز میں اہل علم کے اجتماعات کے علاوہ 'ملی مجلس شرعی' اپنی سفارشات کو تیار کرنے کے لیے بہت سے اجلاس منعقد کرچکی ہے جن میں درج ذیل علماء اور دانشور پیش پیش ہیں:

مولانا زاہد الراشدی اور مولانا عبد الرؤف فاروقی (دیوبندی مکتب فکر)
حافظ عبد الرحمٰن مدنی، قاری محمد یعقوب شیخ اور ڈاکٹر حسن مدنی (اہل حدیث مکتب فکر)
مفتی محمد خاں قادری اور خلیل الرحمٰن قادری (بریلوی مکتب فکر)
ڈاکٹر فرید احمد پراچہ اور مولانا تقویم الحق (جماعت اسلامی)

جب کہ اس سلسلے میں رابطہ کا کام جناب ڈاکٹر محمد امین (رابطہ سیکرٹری ملی مجلس شرعی) انجام دے رہے ہیں۔ اَندریں حالات مناسب ہے کہ 'ملی مجلس شرعی' کی مساعی کو منظر عام پر لایا جائے، تاکہ عوامی تائید اس طرح کی علمی مساعی کو تقویت دے سکے۔

☜ مزید برآں اس حوالے سے حسبِ ذیل نکات کا علمی جائزہ بھی مفید ہوگا:

① نفاذِ شریعت کے حوالہ سے پاکستانی، سعودی اور ایرانی دساتیر کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے۔
② دستورِ پاکستان کی جملہ اسلامی دفعات کا انتخاب اور ان کی مؤثر حیثیت کا جائزہ لیا جائے۔
③ پاکستانی دستور کے داخلی تضادات اور Anglo Saxon law کی اُلجھنوں کو بھی زیر بحث لایا جائے نیز عدالتی تاریخ کے ان اہم فیصلہ جات کو بھی نمایاں کیا جائے جن سے دستور کی اسلامی دفعات کی قانونی حیثیت اور مقام ومرتبہ نکھر کر سامنے آجائے۔
④ ایک وسیع البنیاد تحقیقی کام کیا جائے جس کی رو سے دستورِ پاکستان میں غیر اسلامی دفعات یا رکاوٹوں کی نشاندہی کی جائے تاکہ دستور سے ان کے اِزالے کی کوشش بروئے کار لائی جاسکے۔

مذکورہ بالا نکات پر اہل علم ونظر کو غور وفکر کی دعوت دینے کی غرض سے ہی ہم نے پاکستان کی سابقہ تاریخ کا ایک تعارف پیش کردیا ہے تاکہ وہ نفاذِ شریعت کی مذکورہ بالا مساعی کی روشنی میں آگے بڑھیں۔اہل علم ودانش کو 'محدث' میں شائع ہونے والی ان دستاویزات کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا چاہیے۔اللہ کرے کہ وہ دن ملک وملت کو بہت جلد دیکھنا نصیب ہو جب پاکستان میں اُس کے 'نظریۂ وجود' کے مطابق شریعتِ اسلامیہ کو حقیقی عمل داری مل جائے تاکہ یہاں کے باسی اسلام کی برکات سے خاطر خواہ مستفید ہوسکیں۔ [ڈاکٹر حافظ حسن مدنی]

www.KitaboSunnat.com

آئین ودستور

قراردادِ مقاصد کا متن

۷/مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کے سب سے پہلے وزیراعظم قائد ملت جناب لیاقت علی خان مرحوم نے ملک کی مجلس دستور ساز میں حسبِ ذیل قرار داد پیش کی۔۱۲/مارچ کو یہ قرار داد منظور کی گئی۔ یہ تاریخی قرار داد 'قراردادِ مقاصد' کے نام سے مشہور ہے جس کا متن پیش خدمت ہے:

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکتِ غیر حاکم مطلق ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے، لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلسِ دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد وخودمختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے مملکت کے جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے سے استعمال کرے۔

جس میں اُصولِ جمہوریت وحریت ومساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اِسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآنِ مجید اور سنتِ رسولؐ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

☜ جس کی رو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

☜ جس کی رو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں، ایک وفاقیہ بنائیں جس کے

www.KitaboSunnat.com

اَرکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خودمختار ہوں۔

- جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاقِ عامہ کے ماتحت مساواتِ حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال، اظہار، عقیدہ، دین، عبادت اور اِرتباط کی آزادی شامل ہو۔
- جس کی رو سے اقلیتوں اور پسماندہ اور پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا وافی انتظام کیا جائے۔
- جس کی رو سے نظامِ عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔
- جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی صیانت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے برو بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔

تاکہ اہل پاکستان فلاح وخوش حالی کی زندگی بسر کرسکیں۔ اَقوامِ عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کرسکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوعِ انسان کی ترقی و بہبودی میں کماحقہ اِضافہ کرسکیں۔

منبر التوحید و السنۃ کی جانب سے

مسجد لائبریری اور دیگر لائبریریوں کے لیے خوشخبری

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن کی کتابوں کا سیٹ حاصل کرنے کے لیے

۵۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت کتابیں حاصل کیجیے۔

کتابوں کے نام: نمازِ نبوی ﷺ، گناہِ کبیرہ، اِسلامی آدابِ زندگی، تجدید ایمان حبِ رسول ﷺ کی آڑ میں مشرکانہ عقائد، جمہوریت دین جدید، طاغوت، طائفہ منصورہ کی صفات اور اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر لکھے گئے پمفلٹ

مسجد توحید، خدا بخش روڈ، بالمقابل جعفریہ کالونی، عقب سوڈیوال کوارٹرز، ملتان روڈ، لاہور

آئین ودستور

2

۳۱ علماے کرام کے بائیس نکات

اسلامی حکومت کے بنیادی اُصولوں کے حوالے سے ۱۹۵۱ء میں

جملہ مکاتبِ فکر کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کردہ

مدتِ دراز سے اسلامی دستورِ مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستورِ مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اُصول کیا ہیں اور اس کی عملی شکل کیا ہوسکتی ہے؟ اور کیا اُصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علما متفق ہوسکیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے اور اس ذہنی پریشانی میں ان مختلف دستوری تجویزوں نے اور بھی اضافہ کردیا ہے جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔

اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام اسلامی فرقوں کے چیدہ اور معتمد علما کی ایک مجلس منعقد کی جائے اور وہ بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اُصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان اُصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کردے جو تمام اسلامی فرقوں کے لیے قابل قبول بھی ہو۔

اس غرض کے لیے کراچی میں بتاریخ ۱۲،۱۳،۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ بمطابق ۲۱،۲۲،۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بصدارت مولانا سید سلیمان ندوی ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں اسلامی دستور کے جو بنیادی اُصول بالاتفاق طے ہوئے، اُنہیں فائدہ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

اسلامی مملکت کے بنیادی اُصول

اسلامی مملکت کے دستور میں حسبِ ذیل اُصول کی تصریح لازمی ہے:

① اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

② ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جاسکے گا، نہ کوئی ایسا

انتظامی حکم دیا جاسکے گا، جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوتو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کردیئے جائیں گے۔

③ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اُصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

④ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرکے منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلّمہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

⑤ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوّت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی ولسانی علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کرکے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ واستحکام کا انتظام کرے۔

⑥ مملکت بلاامتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعئ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

⑦ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادئ مذہب ومسلک، آزادئ عبادت، آزادئ ذات، آزادئ اظہار رائے، آزادئ نقل و حرکت، آزادئ اجتماع، آزادئ اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

⑧ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمئ موقعۂ صفائی وفیصلہ عدالت

کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

⑨ مسلّمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کرسکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلہ کریں۔

⑩ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

⑪ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدودِ شریعہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

⑫ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر ان کے جمہوری منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

⑬ رئیس مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے خیالات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔

⑭ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

⑮ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کُلاً یا جزواً معطل کرکے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

⑯ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

⑰ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

⑱ ارکان وعمال حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

⑲ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

⑳ ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

㉑ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

㉒ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

① (علامہ) سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)

② (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

③ (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف، ریاست قلات)

④ (مولانا) محمد بدر عالم (اُستاذ الحدیث، دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد، ٹنڈوالہ یار، سندھ)

⑤ (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد، سندھ)

⑥ (مولانا) محمد عبدالحامد قادری بدایونی (صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان، سندھ)

⑦ (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

⑧ (مولانا) محمد ادریس (شیخ الجامعہ، جامعہ عباسیہ، بہاولپور)

⑨ (مولانا) خیر محمد (مہتمم، مدرسہ المدارس، ملتان شہر)

www.KitaboSunnat.com

⑩ (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور)

⑪ (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف، سرحد)

⑫ (مولانا) محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر، دارالعلوم الاسلامیہ، اشرف آباد، سندھ)

⑬ (حاجی) خادم الاسلام محمد امین (خلیفہ حاجی ترنگ زئی، المجاہد آباد، پشاور صوبہ سرحد)

⑭ (قاضی) عبدالصمد سربازی (قاضی قلات، بلوچستان)

⑮ (مولانا) اطہر علی (صدر عامل جمعیۃ علماے اسلام، مشرقی پاکستان)

⑯ (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمعیت حزب اللہ، مشرقی پاکستان)

⑰ (مولانا) راغب احسن (نائب صدر جمعیۃ العلماء اسلام، مشرقی پاکستان)

⑱ (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (نائب صدر جمعیۃ المدرسین، سرسینہ شریف، مشرقی پاکستان)

⑲ (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

⑳ (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیۃ اہلحدیث، مغربی پاکستان)

㉑ (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

㉒ (مفتی حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظِ حقوقِ شیعہ پاکستان لاہور)

㉓ (مولانا) محمد اسماعیل سلفی (ناظم جمعیت اہلحدیث پاکستان گوجرانوالہ)

㉔ (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دارالہدیٰ، ٹیڑھی، خیر پور میر)

㉕ (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور)

㉖ (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی)

㉗ (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیماتِ اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

㉘ (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم، ڈھاکہ)

㉙ (مفتی) محمد صاحبداد عفی عنہ (سندھ مدرسۃ الاسلام، کراچی)

㉚ (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

㉛ (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد، سندھ)

www.KitaboSunnat.com

قانون وقضا

جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خاں

3

۲۲ نکات اور دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء؛ ایک تقابل

'ملی مجلس شرعی' کے مقتدر علماے کرام اِن دنوں 'متفقہ تعبیر شریعت' کی تیاری کے مراحل میں ہیں تاکہ نفاذِ شریعت کے کسی بھی مرحلے پر ایک متفقہ تعبیر اور نفاذِ شریعت کا طے شدہ منہج پہلے سے موجود ہو۔ اس سلسلے میں 'ملی مجلس شرعی' نے مختلف مکاتبِ فکر کے نمائندہ ۳۱/علمائے کرام کے ۱۹۵۱ء میں تیار کردہ ۲۲ نکات کو ہی عصر حاضر میں ریاست وحکومت کے اسلامی کردار کو استوار کرنے کے لئے اساس قرار دیتے ہوئے انھی نکات کی تصویب وحمایت کی ہے۔

راقم کو اس سلسلے میں علماے کرام کی طرف سے قانونی رہنمائی کی درخواست کے ساتھ مولانا ابو عمار زاہد الراشدی کی زبانی یہ تجویز بھی موصول ہوئی ہے کہ چونکہ اس وقت تمام مکاتبِ فکر اور سیاسی اکائیوں کی متفقہ رائے سے دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء نافذِ عمل ہے اور ملک میں پارلیمانی جمہوری نظام رائج ہے، اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ ۲۲/نکات کے مطالبے کو آگے بڑھانے سے قبل یہ جائزہ لے لیا جائے کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں کی پیش کردہ قراردادِ مقاصد ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۱ء میں ۳۱/علمائے کرام کے طے کردہ ۲۲ نکات کے کون سے رہنما اُصول، دستورِ پاکستان میں شامل کئے جاچکے ہیں۔ زیرنظر تحقیق اسی حوالے سے پیش کی جارہی ہے کہ یہ نشاندہی کردی جائے کہ ۲۲ نکات دستور میں کس کس مقام پر شامل کئے جاچکے ہیں تاکہ مستقبل میں اِن نکات کا اِعادہ نہ ہو۔

۲۲ نکات میں سے پہلے ہر نکتہ کا مستند متن شائع کیا گیا ہے، بعد ازاں دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء کی متعلقہ دفعہ اور ذیلی دفعات کا اُردو متن دیا گیا ہے۔ دستور میں شامل تشریح کو بھی 'وضاحت' کے زیرعنوان پیش کیا گیا ہے، جس میں بعض تشریحی جملے راقم کی طرف سے بھی اضافہ کئے گئے ہیں جبکہ اس پر راقم کے تاثرات وتبصرہ کو 'تشریح وتبصرہ' کے مستقل عنوان سے

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا گیا ہے۔ یہی اُسلوب تمام ۲۲ نکات کے سلسلے میں اختیار کیا گیا ہے۔ تجزیہ وتقابل کے آخر میں فی الوقت درکار تجاویز وترامیم کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا مطالبہ 'ملی مجلس شرعی' کے علما کو اس وقت حکومتِ وقت سے کرنا چاہیے۔ [ان ترامیم کو نمبر ⑦ کے تحت ص نمبر ۵۴ پر ملاحظہ فرمائیے]

۳۱ علماے کرام کے ۲۲ نکات اور دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء

نکتہ ۱: ''اصل حاکم شریعت وتکوینی حیثیت سے اللہ ربّ العالمین ہے۔''

◉ یہ اُصول دستور کی تمہید اور آرٹیکل ۲ ؍اور ۲ ؍الف میں شامل ہے۔ تمہید (Preamble) اور آرٹیکل ۲ ؍الف کے ذریعہ قراردادِ مقاصد Objectives Resolution (۱۹۴۹ء) کو دستور میں شامل کر کے اللہ ربّ العالمین کو تشریعی اور تکوینی حیثیت سے حاکمِ مطلق تسلیم کر لیا گیا ہے۔

◉ جب کہ آرٹیکل ۲ کے مطابق ''اسلام، مملکت پاکستان کا مذہب ہے۔''

نکتہ ۲: ''ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنا یا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جاسکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔[①]

تشریحی نوٹ: اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔''

یہ نکتہ دستور پاکستان کی درج ذیل دفعہ میں شامل کیا جاچکا ہے:

◉ آرٹیکل ۲۲۷: ''تمام موجودہ قوانین کو قرآنِ پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام

① علما نے جو زبان استعمال کی ہے اگرچہ وہ سادہ ہے جسے دستور وقانون کی زبان میں اسی طرح زوردار بنایا جاسکتا ہے جس طرح سعودی عرب کے دستور کی دفعات ۱، ۷، ۸ اور ۴۶ وغیرہ ہیں۔ (دیکھئے: شمارہ ہذا، ص ۴۴) تاہم ان سادہ الفاظ کا مفہوم درج ذیل ہے:

الف) کتاب وسنت خود قانونی اور دستوری حیثیت رکھتی ہے۔

ب) دستور وقانون کلی یا جزوی حیثیت سے کتاب وسنت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

ج) کوئی انتظامی حکم بھی ایسا نہیں دیا جا سکتا، جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

د) علما نے محاذ آرائی کے بجائے مفاہمت اور آگے بڑھو! کا انداز اختیار کیا ہے کہ مروّجہ دستور وقانون کو بتدریج کتاب وسنت کے مطابق بنا دیا جائے گا جس کی ایک مدت متعین کر دی جائے۔

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصہ میں بطور اسلامی اَحکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون نہیں بنایا جاسکے گا جو مذکورہ اَحکام کے منافی ہو۔'' ④

تشریح وتبصرہ: 'انتظامی حکم': ہر انتظامی حکم کسی نہ کسی قانون کی بنیاد پر جاری ہوتا ہے۔ ہر قانون کا کتاب وسنت کے مطابق ہونا ضروری ہے، کیونکہ اگر وہ قانون قرآن وسنت کے خلاف ہے تو وہ وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ ہر انتظامی حکم کو قانون کے خلاف یا ماورا ہونے کی وجہ سے یا بنیادی حقوق سے تصادم کی صورت میں عدالت میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ پہلے سے موجود قوانین آرٹیکل ۲۲۷ کی رو سے قرآن وسنت کے مطابق ڈھالے جائیں گے۔ وفاقی شرعی عدالت تقریباً تمام قوانین کا جائزہ لیتی ہے، ماسوائے چند قوانین کے جنہیں استثنیٰ حاصل ہے۔ ⑤

---

④ (الف) ۱۹۷۳ء کے دستور میں صدارتی حکم ۱۴، ۱۹۸۵ء کی ترمیم شمارہ ہذا، ص ۲ کے باوجود جسٹس نسیم حسن شاہ کی سربراہی میں سات رکنی سپریم کورٹ کا فل بنچ یہ تشریح کرچکا ہے کہ دستور کی دفعہ ۲(A) دیگر تمام دستوری دفعات پر بالا دست نہیں ہے، لہٰذا اس کی موجودگی میں دیگر تمام اپنی اپنی دستوری قوت سے مؤثر رہیں گے۔ (خواہ وہ اسلام کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں؟)

(ب) دفعہ ۲۲۷ میں ہی یہ وضاحت موجود ہے کہ (i) عبارت 'کتاب وسنت' سے مراد شخصی قوانین کی حد تک مذکورہ فرقہ کی کتاب وسنت اور اس کی تشریح ہوگی۔

(ii) دفعہ ہذا کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق لاگو کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

نکتہ اعتراض: یہ ہے کہ دفعہ ۲۲۷ کے نفاذ کا طریق کار یہی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت وغیرہ کی تشکیل کر کے بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے اسے لاگو کیا جائے۔ جب کہ اِسلامی نظریاتی کونسل کی دستوری حیثیت یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ وغیرہ کو صرف مشورہ دے سکتی ہے، جس کے مشورے کی پارلیمنٹ پابند نہیں ہے اور نہ ہی ایسے مشوروں پر غوروفکر کے لیے کوئی حتمی مدت متعین ہے پھر پارلیمنٹ کے اَرکان کی اہلیت ایک بڑا مسئلہ ہے۔ وغیرہ! (۱۹۵۱ء سے لے کر ۲۰۱۰ء تقریباً ساٹھ سال ہماری تدریجی مساعی کے شاہد ہیں)

⑤ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں جو وفاقی شرعی عدالت وغیرہ بنائی گئیں ان کے دائرہ اختیار اور ضابطہ کار سے قانون کی تعریف کرتے ہوئے بنیادی دستور، مسلم پرسنل لاز، کسی عدالت یا ٹریبونل کا ضابطہ کار وغیرہ کو (۲۰۳ب) کے ذریعے کو نکال دیا گیا۔ آرٹیکل ۲۰۳ کی تفصیلی شقات پر تبصرہ کی اس حاشیہ میں گنجائش نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں قانون سازی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ حکومت کے سیاسی عزم (Political Will) کی ضرورت ہے۔ سیاسی عزم کے لئے مقتدر اشخاص اور اداروں کا اسلامی ذہن (Mindset) کا حامل ہونا ضروری ہے۔④

نکتہ ۳: ''مملکت جغرافیائی، نسلی یا کسی اور تصور کی بجائے ان اُصول ومقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔''

یہ نکتہ درج ذیل مقامات پر دستور میں شامل کیا گیا ہے:

- تمہید (Preamble) اور آرٹیکل ۲/الف قراردادِ مقاصد (۱۹۴۹ء) دستور پاکستان اسلام کو ضابطہ حیات کی اساس اور بنیاد بتلاتا ہے۔
- دستور کا آرٹیکل ۳۳ مزید قرار دیتا ہے کہ ''مملکت شہریوں کے درمیان علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصّبات کی حوصلہ شکنی کرے گی۔

وضاحت: اسلام تنگ نظری پر مبنی قوم پرستی، علاقائیت اور نسلی امتیاز کا سخت مخالف ہے۔ اور پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریات پر ہے۔''

تشریح و تبصرہ: اسلام نے اپنے عروج کے ایک ہزار سال سے زیادہ طویل دور میں مختلف فرقوں اور گروہوں کے درمیان صلح وآشتی کا جو نمونہ پیش کیا، وہ موجودہ دور میں دنیا کے بعض حصوں میں نسلی برتری کے بے جا دعوے، تعصب اور ظلم سے بالکل مختلف تھا۔ پاکستان چونکہ ایک اسلامی ملک ہے اور اس کی بنیاد بھی اسلامی نظریے پر رکھی گئی ہے، اس اعتبار سے پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ باہم بھائی ہیں۔ اس لیے اگر علاقائیت اور دیگر مماثل تعصّبات کو ہوا دی گئی تو پھر نظریۂ پاکستان کمزور پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا نظریۂ پاکستان کی تقویت کے لئے ضروری ہے کہ مذہب، زبان، علاقائیت اور ثقافت کو بنیاد بنا کر ان عوامل کی حوصلہ شکنی کی جائے جیسا کہ قائداعظم نے ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان میں مجلس دستور ساز میں ایک ایسی پاکستانی قومیت کی بنا ڈالنے کا اعلان کیا تھا جو وطنیت پر مبنی ہو اور جس میں پاکستان کے ہندو،

④ اسلام کے بنیادی حقوق جو کتاب وسنت سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں (جن میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حق کے طور پر ہی کتاب وسنت 'شریعت' کی پابندی لازمی ہے) کی طرح اگر کتاب وسنت کو دستوری حیثیت سے لاگو کر دیا جاتا تو پھر بھی بتدریج اسلام کی طرف کوئی پیش رفت ممکن تھی۔

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اور عیسائی وغیرہ سب ایک☆ ہوں۔

۲۷؍رمضان المبارک کو قائداعظم نے فرمایا:

''پاکستان کے باشندوں پر زبردست ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔اُنہیں اب یہ موقع حاصل ہوا ہے کہ دنیا کو یہ ثابت کردیں کہ کس طرح ایک قوم جس میں مختلف عناصر شامل ہیں، آپس میں مل جل کر صلح وآشتی کے ساتھ رہتی ہے اور ذات پات کا امتیاز کیے بغیر اپنے تمام شہریوں کی یکساں فلاح وبہبود کے لئے کام کرتی ہیں۔''

قائداعظم کے الفاظ کو صرف اسی صورت میں عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے کہ قانون ساز ادارے قانون سازی کرکے علاقائی اور دیگر تعصّبات سے پاک معاشرہ قائم کریں۔

نکتہ ۴: ''اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلام کے اِحیا و اِعلا اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔''

اس نکتہ کے ضمن میں دستور کا آرٹیکل ۳۱ بیان کرتا ہے:

◉ ''آرٹیکل ۳۱:اسلامی طرزِ زندگی:۱) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اُصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے اور اُنہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدام کیے جائیں جن کی مدد سے وہ قرآنِ پاک اور سنتِ مطہرہ کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔

① پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل اُمور کی کوشش کرے گی:

الف) قرآنِ پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لئے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیار اور ترقی پابندی کو فروغ دینا اور

ج) زکوٰۃ (عشر)، اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا

☆ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: کتاب'جناح؛ اسلام کا سفیر' از محمد متین خالد میں تفصیلی مضمون بعنوان 'قائداعظم کی ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء کی اصلی تعبیر' از محمد عطاء اللہ صدیقی

www.KitaboSunnat.com

وضاحت: اس ذیلی دفعہ میں حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اُصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنائے اور اُنہیں ایسی سہولتیں میسر کرے جن کی مدد سے وہ قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھال سکیں (اور ایسا صرف اسی صورت ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ تمام نافذ عمل قوانین جو قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہیں، اُنہیں قرآن وسنت کے مطابق بنا کر ان پر عمل درآمد بھی کرایا جائے۔) یہ عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اپنی زندگیوں کو اسلام کے مطابق بسر کرنے کی ہر ممکنہ سعی کریں تاکہ ایک مثالی معاشرہ وجود میں آ سکے۔

② اس ذیلی دفعہ میں حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ ایسے اقدامات بروئے کار لائے جن سے مملکت کے ہر فرد کو قرآنِ پاک اور اسلامیات کی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر آ سکیں۔ چنانچہ اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے حکومت نے ابتدائی درجہ سے میٹرک تک قرآن پاک اور احادیث وغیرہ پر مبنی اسلامی تعلیم لازمی قرار دے دی ہے۔

الف) عربی زبان کی ترویج و اشاعت کا خاطر خواہ انتظام کرنا بھی حکومتی ذمہ داری میں شامل ہے تاکہ جو لوگ عرب ممالک میں جاتے ہیں، وہ بہتر طریقے سے اپنے ملک کی نمائندگی کرسکیں۔

اس شق کے تحت حکومت نے ۳ جولائی ۱۹۷۳ء کو اَغلاط سے پاک قرآنِ پاک کی اشاعت کے نام سے ایک قانون کی بھی منظوری دی جس کے تحت قرآن پاک کے طباعت میں کسی نہ کسی وجہ سے رہ جانے والی غلطیوں کا سدِباب کر دیا گیا ہے۔

ب) آئین کی یہ ذیلی دفعہ مملکت کو اس بات کا پابند کرتی ہے کہ وہ اس بات کا دھیان رکھے کہ اس کی عمل داری میں آنے والے علاقوں میں رہائشی افراد کے مابین امن وآشتی اور مذہبی اخوت کی فضا قائم رہے۔ اور کسی بھی شخص کو اس بنا پر امن عامہ کی صورتِ حال خراب کرنے کی اجازت نہ دے کہ اس کا تعلق کسی بااثر شخصیت یا جماعت سے ہے اور اخلاقی قدروں کو پامال نہ ہونے دے، کیونکہ اخلاق ہی معاشرے کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ج) ۲؍مارچ ۱۹۸۵ء کے صدارتی فرمان میں زکوٰۃ (عشر) ، اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کے اہتمام کرنے کو کہا گیا ہے۔''

تشریح وتبصرہ: زکوٰۃ اسلام کے بنیادی اور عملی ارکان میں خاص اہمیت کا حامل رکن ہے۔ قرآنِ حکیم کی بے شمار آیات میں زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ احادیث میں بھی اس کی بڑی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے مال میں سے ایک مقررہ حصہ ایک معین طریقے سے ہر سال اللہ کی راہ میں دیا جائے۔

زکوٰۃ چار قسم کے اَموال پر فرض ہے:

1. سائمہ جانوروں (وہ جانور جو سال کا اکثر باہر چر کر گزارتے ہیں) پر
2. ہر قسم کے تجارتی مال پر
3. سونے چاندی پر
4. کھیتی اور درختوں کی پیداوار پر

چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے جس کے ساڑھے باون تولے بنتے ہیں جبکہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اگر مال کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر ہو یا اس سے زائد ہو تو سال گزر جانے پر اس کی زکوٰۃ کے طور پر چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔

حکومتِ پاکستان نے اس اہم رکن کو ملک میں نافذ کرنے کے لئے ۱۹۸۰ء میں صدارتی آرڈیننس جاری کیا اور اس کی وصولی اور تقسیم کے لئے پورے ملک میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں قائم کیں۔ 'نیشنل زکوٰۃ فاؤنڈیشن' اس کا اہتمام کرتی ہے۔

اسی طرح کسان اپنی پیداوار کا دسواں حصہ بطورِ عشر ادا کرنے کے پابند ہیں۔

مزید برآں حکومت نے چاروں صوبوں میں محکمہ اوقاف بھی قائم کر رکھا ہے۔ یہ محکمہ بڑے بڑے مزارات سے ہونے والی آمدنی کو مزارعت پر ہی بروئے کار لاتا ہے اور مزارعین کو سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس محکمہ کے وجود میں آنے سے متعدد معاشرتی برائیوں کا قلع قمع

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے۔

اس وقت محکمہ اوقاف کی تحویل میں ملک بھر میں کئی مساجد ہیں جن کا انتظام محکمہ کے افسران چلا رہے ہیں۔ مساجد میں مسجد مکتب سکول بھی کھولے گئے ہیں، جہاں پرائمری کی سطح تک طلبا اور طالبات کو تعلیم دی جاتی ہے۔

پچھلی دہائی میں فوجی آمر کی حکومت نے درج بالا اُمور عملاً اسلامی روح اور روایات کے خلاف سرانجام دیے اور موجودہ حکومت بھی وہی پالیسیاں اختیار کئے ہوئے ہے۔

نکتہ ۵: ''اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتہ اتحاد و اُخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیتِ جاہلی کی بنیادوں پر نسلی ولسانی علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔''

اس نکتہ سے متعلق دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کا درج ذیل آرٹیکل تشکیل دیا گیا ہے:

◉ آرٹیکل ۴۰: ''عالم اسلام سے رشتے استوار کرنا اور بین الاقوامی امن کو فروغ دینا: مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ اسلامی اتحاد کی بنیاد پر مسلم ممالک کے مابین برادرانہ تعلقات کو برقرار رکھا جائے اور مستحکم کیا جائے۔ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام کے مشترک مفادات کی حمایت کی جائے۔ بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دیا جائے، تمام قوموں کے مابین خیرسگالی اور دوستانہ تعلقات پیدا کیے جائیں اور بین الاقوامی تنازعات کو پرامن طریقوں سے طے کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

وضاحت: پاکستان جغرافیائی لحاظ سے اہم مقام پر فائز ہے۔ اس کے ایک طرف مشرقِ وسطیٰ اور دوسری طرف جنوب مشرق ایشیا ہے۔ ان دونوں جغرافیائی حصوں کے درمیان پاکستان بیک وقت حدِ فاصل اور رابطے کا کام دیتا ہے۔ اور ان حصوں میں ہونے والی تبدیلی کا اثر پاکستان پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان کی جغرافیائی اہمیت کے پیشِ نظر مشرقِ وسطیٰ کے تمام اسلامی ممالک کا اس کے ساتھ گہرا رابطہ ہے۔ اس نے مراکش، اُردن، الجزائر، لیبیا، نائیجیریا، کویت اور دیگر اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے اَن تھک کاوشیں کی ہیں۔ اسی طرح ایشیا،

www.KitaboSunnat.com

افریقہ اور لاطینی امریکہ کی مظلوم قوموں کا ساتھ دیا ہے۔ حالیہ واقعات میں افغانستان، کویت اور نمیبیا کی آزادی شامل ہیں۔

۱۹۶۹ء میں جب بیت المقدس کو ایک یہودی نے تباہ و برباد کیا تو سعودی عرب کے شاہ فیصل کے تعاون سے اسلامی ممالک کی تنظیم کا قیام اور جنوبی ایشیا کو ایٹم سے پاک رکھنے کی قرار دادوں کی منظوری میں پاکستان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان کشمیر کی آزادی کے لئے بھی بین الاقوامی تعاون چاہتا ہے اور اسے لڑائی کی بجائے مذاکرات میں حل کرنے کا خواہاں ہے تاکہ علاقے کا امن برباد نہ ہو۔ اسی طرح افغانستان اور روس کا شیرازہ بکھرنے کے بعد وجود میں آنے والے وسطی ایشیائی ریاستیں پاکستان کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ بانی پاکستان بھی اس بات کے خواہاں تھے کہ پاکستان آزاد خارجہ پالیسی کو اپنائے، اس ضمن میں اُنہوں نے فرمایا تھا:

''ہماری خارجہ پالیسی کا اصل اُصول تمام اقوام عالم کے لئے دوستی اور خیر سگالی کا عملی جذبہ ہے۔ ہم دنیا کے کسی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانت اور انصاف کے اُصولوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم دنیا میں امن اور خوشحالی کے اضافے اور ترقی کے لئے اپنی جانب سے زیادہ زیادہ کردار انجام دینے کے لئے تیار ہیں۔'' اور اس کے بعد اُنہوں نے اپنے عملی جذبات کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان دنیا کے مظلوم اور کچلی ہوئے اقوام کو اخلاقی اور مادی امداد دینے سے کبھی نہیں ہچکچائے گا اور اقوامِ متحدہ کے منشور میں درج شدہ اُصولوں کا حامل ہے۔''

قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک جتنی بھی حکومتیں قائم ہوئی ہیں، وہ قائداعظم کے ان ارشادات پر عمل پیرا ہیں۔ پاکستان کا استحکام ان سب ریاستوں اور ان کے عوام کے لئے ضروری ہے۔

نکتہ ۶: ''مملکت بلا امتیازِ مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لا بدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن ومعالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب

www.KitaboSunnat.com

پر قادر نہ ہوں۔''

آرٹیکل ۳۸ اس ضمن میں بیان کرتا ہے:

◉ ''آرٹیکل ۳۸: عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروغ:

الف) عام آدمی کے معیارِ زندگی کو بلند کر کے، دولت اور وسائل پیداوار و تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر کہ اس سے مفادِ عامہ کو نقصان پہنچے اور آجر و ماجور اور زمیندار و مزارع کے درمیان حقوق کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر بلحاظِ جنس، ذات، مذہب یا نسل، عوام کی فلاح و بہبود کے حصول کی کوشش کرے گی۔

ب) تمام شہریوں کے لئے ملک میں دستیاب وسائل کے اندر، معقول آرام وفرصت کے ساتھ کام اور مناسب روزی کی سہولتیں مہیا کرے گی۔

ج) پاکستان کی ملازمت میں یا بصورتِ دیگر تمام اشخاص کو لازمی معاشرتی بیمہ کے ذریعے یا کسی اور طرح معاشرتی تحفظ مہیا کرے گی۔

د) ان تمام شہریوں کے لئے جو کمزوری، بیماری یا بے روزگاری کے باعث مستقل یا عارضی طور اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں، بلا لحاظِ جنس، ذات، مذہب یا نسل بنیادی ضروریاتِ زندگی مثلاً خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور طبی امداد مہیا کرے گی۔

ھ) پاکستان کی ملازمت کے مختلف درجات میں اشخاص سمیت افراد کی آمدنی اور کمائی میں عدم مساوات کو کم کرے گی اور

و) ربوٰ کو جتنی جلد ممکن ہو ختم کرے گی۔

تشریح و تبصرہ: آئین کی اس دفعہ (الف، ب، ج، د، ہ اور و) میں جو تمہید ہے، اس میں عوام کی معاشرتی و اقتصادی بہبود کو فروغ دینے پر نہ صرف زور دیا گیا ہے بلکہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ مملکت کی یہ کوشش ہوگی کہ معیارِ زندگی بلند کر کے عمومی مفاد کے خلاف چند ہاتھوں میں دولت اور ذرائع و تقسیم اور ترسیل کے ارتکاز کو روک کر آجروں اور زمینداروں اور مزارعوں کے درمیان حقوقِ منصفانہ تقسیم کر کے عوام کی فلاح و بہبود حاصل کی جائے۔

اس دفعہ میں مزید گنجائش یہ رکھی گئی ہے کہ ہمارے شہریوں کو معقول آرام اور فرصت کے

www.KitaboSunnat.com

ساتھ کام اور مناسب روزگار کی سہولتیں بھی مہیا کی جائیں گی اور ایسے شہریوں کو جو قانونی، بیماری یا بے روزگاری کی وجہ سے مستقل یا عارضی طور پر کسبِ معاش کرنے کے لائق نہ ہوں اُنہیں بنیادی ضروریات زندگی یعنی غذا، لباس، مکان تعلیم اور طبی اِمداد مہیا کی جائے۔

اس دفعہ کے ذریعے اَفراد کی آمدنی اور یافت میں عدم مساوات کو کم کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز ربا یعنی سود کو جلد از جلد ختم کرنے کا عہد کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام کسی بھی حالت میں سودی کاروبار کی اجازت نہیں دیتا۔

اس دفعہ کے تحت حکومت کو یہ آئینی تلقین بھی کی گئی ہے کہ وہ عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے فروغ کے سلسلے میں سرکاری ادارے قائم کرے یا نجی اور رضا کارانہ طور پر کام کرنے والے اداروں کی مالی امداد کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس ضمن میں قائم ادارے عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔

نکتہ ۷ و ۸: ''باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادئ مذہب و مسلک، آزادئ عبادت، آزادئ ذات، آزادئ اظہار رائے، آزادئ نقل وحرکت، آزادئ اجتماع، آزادئ اکتسابِ رزق وترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اِداروں سے استفادہ کا حق''

بنیادی حقوق کا آرٹیکل ۴ اور آرٹیکل ۸ تا ۲۵ مندرجہ بالا نکات کو سموئے ہوئے ہیں:

◉ ''آرٹیکل ۴: اَفراد کا حق کہ ان سے قانون وغیرہ کے مطابق سلوک کیا جائے:

① ہر شہری کو خواہ کہیں بھی ہو اور کسی دوسرے شخص کو جو فی الوقت پاکستان میں ہو، یہ نا قابلِ انتقال حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔

② خصوصاً......:

الف) کوئی ایسی کاروائی نہ کی جائے جو کسی شخص کی جان، آزادی، جسم، شہرت یا املاک کے لئے مضر ہو، ماسوائے اس کے جب قانون اس کی اجازت دے۔

ب) کسی کو بھی کوئی ایسا کام کرنے کی ممانعت یا مزاحمت نہ ہوگی جو کام قانوناً ممنوع نہ ہو

www.KitaboSunnat.com

ج) کسی شخص کو کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کا کرنا اس کے لئے قانوناً ضروری نہ ہو۔

◉ آرٹیکل نمبر ۸: بنیادی حقوق کے نقیض یا منافی قوانین کالعدم ہوں گے:

① کوئی قانون یا رسم یا رواج جو قانون کا درجہ اور حکم رکھتا ہو، تناقض کی اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

② مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے، اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔

③ اس آرٹیکل کے احکام کا اطلاق حسب ذیل پر نہیں ہوگا:

الف) کسی ایسے قانون پر جس کا تعلق مسلح افواج یا پولیس یا امن عامہ قائم رکھنے کی ذمہ دار دیگر جمعیتوں کے ارکان سے ان کے فرائض کی صحیح طریقے پر انجام دہی یا ان میں نظم وضبط قائم رکھنے سے ہو، یا

ب) درج ذیل میں سے کسی پر

i) جدول اوّل میں مصرحہ قوانین جس طرح کہ یوم نفاذ سے عین قبل نافذ العمل تھے یا جس طرح کہ مذکورہ جدول مصرحہ قوانین میں سے کسی کے ذریعے ان کی ترمیم کی گئی تھی۔

ii) جدول اوّل کے حصہ ا میں مصرحہ دیگر قوانین اور ایسا کوئی قانون یا اس کا حکم اس بنا پر کالعدم نہیں ہوگا کہ مذکورہ قانون یا حکم اس باب کے کسی حکم کے متناقض یا منافی ہے۔

④ شق ۳ پیرا 'ب' میں مذکورہ کسی امر کے باوجود یوم آغاز سے دو سال کے اندر متعلقہ مقنّنہ (جدول اوّل کے حصہ دوم) میں مصرحہ قوانین کو اس باب کی روح سے عطا کردہ حقوق کے مطابق بنائے گی بشرطیکہ متعلقہ مقنّنہ قرارداد کے ذریعے دو سال کی مذکورہ مدت میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی توسیع کرسکے گی۔

وضاحت: اگر کسی قانون کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) متعلقہ مقنّنہ ہو تو مذکورہ قرارداد قومی اسمبلی کی قرارداد ہوگی۔

⑤ اس باب کی رو سے عطا کردہ حقوق معطل نہیں کیے جائیں گے۔ بجز جس طرح کے دستور میں بالصراحت قرار دیا گیا ہے۔

◉ ''آرٹیکل ۹: فرد کی سلامتی: کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۰: گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ:

① کسی شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو، مذکورہ گرفتاری کی وجوہ سے جس قدر جلد ہو سکے، آگاہ کئے بغیر نہ تو نظر بند رکھا جائے اور نہ اسے اپنی پسند کے کسی قانون پیشہ شخص کو مشورہ کرنے اوراس کے ذریعے صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔

② ہر اس شخص کو جسے گرفتار کیا گیا اور نظر بند رکھا گیا ہو، مذکورہ گرفتاری کے چوبیس گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہوگا، لیکن مذکورہ مدت میں وہ وقت شامل نہ ہو گا جو مقامِ گرفتاری سے قریب ترین مجسٹریٹ کی عدالت تک لے جانے کے لئے درکار ہو اور ایسے کسی شخص کو کسی مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ نظر بند نہیں رکھا جائے گا۔

③ شقات ۱ اور ۲ میں مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہو گا جسے امتناعی نظر بندی سے متعلق کسی قانون کے تحت گرفتار یا نظر بند کیا گیا ہو۔

④ اِمتناعی نظر بندی کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا بجز ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے جو کسی ایسے طریقے پر کام کریں جو پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سالمیت تحفظ یا دفاع یا پاکستان کے خارجی اُمور یا امن عامہ یا رسد یا خدمات کے برقرار رکھنے کے لئے ضرر رساں ہو اور کوئی ایسا قانون کسی شخص کو تین ماہ سے زیادہ مدت تک نظر بند رکھنے کی اجازت نہیں دے گا تا وقتیکہ متعلقہ نظر ثانی بورڈ نے اسے اصالتاً سماعت کا موقع مہیا کرنے کے بعد مذکورہ مدت ختم ہونے سے قبل اس کے معاملہ پر نظر ثانی نہ کر لی ہو اور یہ رپورٹ نہ دی ہو کہ اس کی رائے میں مذکورہ نظر بندی کیلئے کافی وجہ موجود ہے۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۱: غلامی، جبری مشقت اور بیگار وغیرہ کی ممانعت:

www.KitaboSunnat.com

① غلامی معدوم اور ممنوع ہے اور کوئی قانون کسی بھی صورت میں اسے پاکستان میں رواج دینے کی اجازت نہیں دے گا یا سہولت بہم نہیں پہنچائے گا۔

② بیگار کی تمام صورتوں اور انسانوں کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

③ چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی کارخانے یا کان یا دیگر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔

④ اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر ایسی لازمی خدمت پر اثر انداز متصور نہیں ہوگا:

الف) جو کسی قانون کے خلاف کسی جرم کی بنا پر سزا بھگتنے والے کسی شخص سے لی جائے۔ یا

ب) جو کسی قانون کی رو سے غرضِ عامہ کے لئے مطلوب ہو مگر شرط یہ ہے کہ کوئی لازمی خدمت ظالمانہ نوعیت کی یا شرفِ انسانی کے مخالف نہیں ہوگی۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۲: مؤثر بہ ماضی سزا سے تحفظ: ① کوئی قانون کسی شخص کو:

① کسی ایسے فعل یا ترکِ فعل کے لئے جو اس فعل کے سرزد ہونے کے وقت کسی قانون کے تحت قابل سزا نہ تھا، سزا دینے کی اجازت نہیں دے گا۔ یا

② کسی جرم کے لیے ایسی سزا دینے کی جو اس جرم کے ارتکاب کے وقت کسی قانون کی رو سے اس کے لئے مقررہ سزا سے زیادہ سخت یا اس سے مختلف ہو، اجازت نہیں دے گا۔

② شق ا یا آرٹیکل ۲۷۰ میں مذکور کوئی امر کسی ایسے قانون پر اطلاق پذیر نہ ہوگا جس کی رو سے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء سے کسی بھی وقت پاکستان میں نافذ عمل کسی دستور کی تنسیخ یا تخریب کی کاروائیوں کو جرم قرار دیا گیا ہو۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۳: دہری سزا اور اپنے کو ملزم گردانے کے خلاف تحفظ: کسی شخص :

① پر ایک ہی جرم کی بنا پر ایک سے زائد بار مقدمہ چلایا جائے اور نہ ہی سزا دی جائے گی یا کسی

② کو جب کہ اس پر کسی جرم کا الزام ہو، اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا وہ اپنے ہی خلاف ایک گواہ بنے۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۴: شرفِ انسانی قابل حرمت ہوگا:

① شرفِ انسانی اور قانون کے تابع، گھر کی خلوت حرمت ہوگی۔

www.KitaboSunnat.com

④ کسی شخص کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے اَذیت نہیں دی جائے گی۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۵: نقل وحرکت وغیرہ کی آزادی: ہر شہری کو پاکستان میں رہنے اور مفادِ عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعہ عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع، پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے میں آزادنہ نقل وحرکت کرنے اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق ہوگا۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۶: اجتماع کی آزادی: امن عامہ کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو پرامن طور پر اسلحہ کے بغیر اجتماع کا حق ہوگا۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۷: انجمن سازی کی آزادی:

① پاکستان کی حاکمیتِ اعلیٰ یا سالمیت، امن عامہ یا اخلاق کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع ہر شہری کو انجمنیں یا یونٹیں بنانے کا حق ہوگا۔

② ہر شہری کو جو حکومتِ پاکستان کا ملازم نہ ہو، پاکستان کی حاکمیتِ اعلی یا سالمیت☆ (یا امن عامہ) کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع، کوئی سیاسی جماعت بنانے یا اس کا رکن بننے کا حق ہوگا

اور مذکورہ قانون میں قرار دیا جائے گا کہ جبکہ وفاقی حکومت یہ اعلان کردے کہ کوئی سیاسی جماعت ایسے طریقے پر بنائی گئی ہے یا عمل کررہی ہے جو پاکستان کی حاکمیتِ اعلی یا سالمیت (یا امن عامہ) کے لیے مضر ہے تو وفاقی حکومت مذکورہ اعلان سے پندرہ دن کے اندر معاملہ عدالتِ عظمٰی کے حوالے کردے گی جس کا مذکورہ حوالے پر فیصلہ قطعی ہوگا۔

③ ہر سیاسی جماعت قانون کے مطابق اپنے مالی ذرائع کے مآخذ کے لئے جواب دہ ہوگی۔

④ ہر ایک سیاسی جماعت، قانون کے مطابق اپنے عہدیداروں اور جماعت کے قائدین کا انتخاب کرنے کے لئے جماعت کے اندر انتخابات منعقد کرے گی۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۸: تجارت کاروبار یا پیشے کی آزادی: ایسی شرائط قابلیت صلاحیت، حیثیت

☆ مگر شرط یہ ہے کہ کوئی سیاسی جماعت فرقہ وارانہ نسلی، علاقائی منافرت یا دشمنی کو فروغ نہیں دے گی یا تشدد گروپ یا سیکشن کے طور پر موسوم یا تشکیل نہیں کی جائے گی۔

www.KitaboSunnat.com

کے تابع ہوں جو قانون کے ذریعے مقرر کی جائیں، ہر شہری کو کوئی جائز پیشہ یا مشغلہ اختیار کرنے اور کوئی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا حق ہوگا:

① کسی تجارت یا پیشہ کو اُجرت نامہ کے طریقہ کار کے ذریعے منضبط کرنے میں یا

② تجارت، کاروبار یا صنعت میں آزادانہ مقابلہ کے مفاد کے پیش نظر اسے منضبط کرنے میں یا

③ وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی ایسی کارپوریشن کی طرف سے جو مذکورہ حکومت کے زیر نگرانی ہو، دیگر اشخاص کو قطعی یا جزوی طور پر خارج کر کے کسی تجارت، کاروبار، صنعت یا خدمت کا انتظام کرنے میں۔''

◉ ''آرٹیکل ۱۹: تقریر وغیرہ کی آزادی: اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب یا اخلاق کے مفاد کے پیش نظر یا توہین عدالت، کسی جرم (کے ارتکاب) یا اسکی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو تقریر اور اظہارِ خیال کی آزادی کا حق ہوگا اور ان ہی شرائط کے ساتھ پریس بھی آزاد ہوگا۔''

◉ ''آرٹیکل ۲۰: مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی: قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع:

① ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا اور

② ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔''

◉ ''آرٹیکل ۲۱: کسی خاص مذہب کی اغراض کے لئے محصول لگانے سے تحفظ: کسی شخص کو کوئی ایسا خاص محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کی آمدنی اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ و ترویج پر صرف کی جائے۔''

''آرٹیکل ۲۲: مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات:

① کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، اگر ایسی تعلیم، تقریب یا عبادت کا تعلق اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

② کسی مذہبی ادارے کے سلسلے میں محصول لگانے کی بابت استثنا یا رعایت منظور کرنے میں کسی فرقے کے خلاف کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

③ قانون کے تابع:

الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کلی طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر انتظام چلایا جاتا ہو اس فرقے یا گروہ کے طلبا کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی۔

ب) کسی شہری کو نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے اِمداد ملتی ہو۔

④ اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر معاشرتی یا تعلیمی اعتبار سے پسماندہ شہریوں کی ترقی کے لئے کسی سرکاری ہیئتِ مجاز کی طرف سے اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

◉ ''آرٹیکل ۲۳: جائیداد کے متعلق حکم: دستور اور مفادِ عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو جائیداد حاصل کرنے، قبضہ میں رکھنے اور فروخت کرنے کا حق ہوگا۔''

◉ ''آرٹیکل ۲۴: حقوق جائیداد کا تحفظ:

① کسی شخص کو اسکی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اسکی اجازت دے۔

② کوئی جائیداد زبردستی حاصل نہیں کی جائے گی اور نہ قبضہ میں لی جائے گی بجز کسی سرکاری غرض کے لئے اور بجز ایسے قانون کے اختیار کے ذریعے جس میں اس کے معاوضہ کا حکم دیا گیا ہو اور یا تو معاوضہ کی رقم کا تعین کر دیا گیا ہو یا اس اُصول اور طریقے کی صراحت کی گئی ہو جس کے بموجب معاوضہ کا تعین کیا جائے گا اور اسے ادا کیا جائے گا۔

③ اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر حسبِ ذیل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوگا:

الف) کوئی قانون جو جان، مال یا صحتِ عامہ کو خطرے سے بچانے کے لئے کسی جائیداد کے

www.KitaboSunnat.com

لازمی حصول یا اسے قبضے میں لینے کی اجازت دیتا ہو۔ یا

ب) کوئی قانون جو کسی ایسی جائیداد کے حصول کی اجازت دیتا ہو جسے کسی شخص نے کسی ناجائز ذریعے سے یا کسی ایسے طریقے سے جو خلاف قانون ہو حاصل کیا ہو یا اس کے قبضہ میں آئی ہو۔ یا

ج) کوئی قانون جو کسی ایسی جائیداد کے حصول، انتظام، یا فروخت سے متعلق ہو جو کسی قانون کے تحت متروکہ جائیداد یا دشمن کی جائیداد ہو یا متصور ہوتی ہو، جو ایسی جائیداد نہ ہو جس کا متروکہ جائیداد ہونا کسی قانون کے تحت ختم ہو گیا ہو۔ یا

د) کوئی قانون جو یا تو مفادِ عامہ کے پیش نظر یا جائیداد کا انتظام مناسب طور پر کرنے کے لئے یا اس کے ملک کے فائدے کے لئے مملکت کو محدود مدت کے لئے کسی جائیداد کا انتظام اپنی تحویل میں لے لینے کی اجازت دیتا ہو۔ یا

ہ) کوئی قانون جو حسبِ ذیل غرض کے لئے کسی قسم کی جائیداد کے حصول کی اجازت دیتا ہو:

i) تمام یا شہریوں کے کسی مصرحہ طبقے کو تعلیم اور طبی امداد مہیا کرنے کے لئے۔ یا

ii) تمام یا شہریوں کے کسی مصرحہ طبقے کو رہائش اور عام سہولتیں اور خدمات مثلاً سڑکیں، آب رسانی، نکاسی آب، گیس اور بروقت مہیا کرنے کے لئے۔ یا

iii) ان لوگوں کو نان نفقہ مہیا کرنے کے لئے جو بیروزگاری، بیماری، کمزوری یا ضعیف العمری کی بنا پر اپنی کفالت خود کرنے کے قابل نہ ہوں۔ یا

و) کوئی موجودہ قانون یا آرٹیکل ۲۵۳ کے بموجب وضع کردہ کوئی قانون

(۴) اس آرٹیکل میں محولہ کسی قانون کی رو سے قرار دیئے گئے ہیں یا اس کی تعمیل میں متعین کئے گئے کسی معاوضہ کیلئے کافی ہونے یا نہ ہونے کو کسی عدالت میں زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔''

◉ ''آرٹیکل ۲۵: شہریوں سے مساوات:

(۱) تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی حق دار ہیں۔

(۲) محض جنس کی بنا پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

(۳) اس آرٹیکل میں مذکورہ کوئی امر عورتوں اور بچوں کے تحفظ کے لئے مملکت کی طرف سے کوئی

خاص اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔''

نکتہ ⑨: '' مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اُنہیں پیروکاروں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کرسکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ اُنہی کے قاضی یہ فیصلہ کریں۔''

علماء کے ۲۲ نکات میں سے نکتہ نمبر ۹ دستورِ پاکستان کی درج ذیل دفعات میں سمویا گیا ہے:

◉ '' آرٹیکل ۳۳: مملکت شہریوں کے درمیان علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصّبات کی حوصلہ شکنی کرے گی۔''

◉ '' آرٹیکل ۲۰: مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی: قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع:

الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا اور

ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔''

◉ '' آرٹیکل ۲۲۷: قرآن پاک اور سنت کے بارے میں احکام:

① تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصے میں بطورِ اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ اَحکام کے منافی ہو۔

وضاحت: کسی مسلم فرقے کے قانونِ شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے عبارت 'قرآن وسنت' سے مذکورہ فرقے کی اپنی توضیح کے مطابق قرآن وسنت مراد ہوگی۔

② شق ا کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

③ اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانینِ شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت

www.KitaboSunnat.com

پر اثر نہیں پڑے گا۔

تشریح وتبصرہ: ①،② اسلام کا نظریہ آفاقی ہے، یہ کسی خاص علاقے یا نسل تک محدود نہیں ہے اس کا روئے سخن تمام دنیا کی طرف ہے، اس لیے اس کے اصول اور قوانین میں بھی آفاقیت پائی جاتی ہے۔ یہ قوانین فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں اور ہر زمانے کے تقاضوں اور تمام قوموں کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات ہے اور اس نظریۂ حیات کا منبع قرآن وسنت ہیں۔ اسی لیے دفعہ ہذا میں یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان کے تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام کا حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے منافی ہوگا۔ اس دفعہ کی شق ا میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ چونکہ پاکستان کی آبادی میں متعدد ممالک کے لوگ ہیں، اس لیے کسی مسلم فرقے کے قانون شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے عبارت قرآن وسنت سے مذکورہ فرقے کی طے کردہ توضیح کے مطابق قرآن وسنت مراد ہوگی۔

③ شق نمبر ۳ کا حاصل یہ ہے کہ اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔ پاکستان میں چونکہ اقلیتیں بھی آباد ہیں لہٰذا اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔ بہ لفظِ دیگر اقلیتی فرقے کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر سکیں گے اور اس ضمن میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔

دفعہ ہذا احکاماتِ اسلامی کے بارے میں پارلیمنٹ کے اختیارات کی بھی تحدید کرتی ہے۔

نکتہ ⑩: ''غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اند مذہب وعبادت، تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور اُنہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔''

دیکھئے دستور پاکستان کا درج ذیل آرٹیکل:

◉ ''آرٹیکل ۲۰: مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی: قانون، امن

www.KitaboSunnat.com

عامہ اور اخلاق کے تابع:

① ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اسکی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا اور

② ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

نکتہ ۱۱: ''غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعہ کے اندر معاہدات کئے گئے ہوں، ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر نکتہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے، ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔''

نکتہ ۱۲: ''رئیس مملکت کا مسلمان اور مرد ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہوری ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔''

دستور میں رئیس مملکت کی بجائے رئیس حکومت کو حکومت کے انتظام و انصرام کا اختیار ہے اور اس میں نیابت، اصابت اور اقتدار کے لئے وہ تمام اہلیت جو کہ آرٹیکل ۶۲ میں درج ہے، موجود ہونا ضروری ہے:

◉ ''آرٹیکل ۶۲: مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان کی رکنیت کے لیے اہلیت: کوئی بھی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہوسکتا، اگر:

الف) وہ پاکستان کا شہری نہ ہو۔

ب) وہ قومی اسمبلی کی صورت میں پچیس سال سے کم عمر کا ہو اور انتخابی فہرست میں ووٹر کی حیثیت سے درج ہے۔

i) پاکستان بھر میں کسی عام نشست کے لیے یا کسی مخصوص غیر مسلم نشست کے لیے۔

ii) صوبہ کی کوئی بھی جگہ جہاں سے وہ نشست حاصل کرتی ہے جو خواتین کے لیے مخصوص ہو۔

ج) سینٹ کی رکنیت کے لیے اس کی عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو اور صوبہ میں کسی جگہ اس کی (اس کا نام) انتخابی فہرست میں درج ہو یا جیسی بھی صورتِ حال ہو کہ وہ وفاق کے تحت قبائلی علاقہ جات سے متعلق ہو، جہاں سے بھی وہ نشست حاصل کرتا ہے۔

د) وہ اچھے کردار اور چال چلن کا حامل ہو اور اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو۔

www.KitaboSunnat.com

ر) وہ اسلامی تعلیمات سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہو اور ان پر عمل کرنے کے فرائض کو قبول کرتا ہو اور سمجھتا ہو جیسا کہ اسلام نے بیان کیا ہے اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا اور بچتا ہو۔

س) وہ زیرک اور دانش مند ہو، راست باز ہو اور اوباش رعیاش نہ ہو اور دیانت دار وامین ہو۔

ش) وہ کسی بد اخلاقی کے جرم میں سزا یافتہ نہ ہو یا کسی کے خلاف جھوٹی گواہی کا مرتکب نہ ہو۔

ص) پاکستان کی تخلیق کے بعد پاکستان کی سالمیت کے خلاف اور پاکستان کی حقیقی وجہ تخلیق کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ نہ لیا ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ پیرا 'ذ' اور 'ر' میں مصرحہ نا اہلیتوں کا کسی ایسے شخص پر اطلاق نہیں ہوگا جو غیر مسلم ہو لیکن ایسے شخص کا اچھی شہرت کا حامل ہونا ضروری ہے اور

ض) وہ ایسی دیگر خصوصیات اور اہلیتوں کا حامل ہو جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ مقرر کی گئی ہوں۔''

نکتہ ۱۳: ''رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز کسی فرد یا جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔''

نکتہ ۱۴: ''رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں، بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔''

نکتہ ۱۵: ''رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کرکے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔''

نکتہ ۱۶: ''جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی، وہ کثرت آرا سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔''

تبصرہ: نکتہ نمبر ۱۵ کے لئے یہ درج کرنا کافی ہوگا کہ آرٹیکل ۵۸ ② بی میں مناسب تبدیلی پر مشتمل ۱۸ ویں ترمیم ان دنوں اسمبلی اور سینٹ سے پاس ہوچکی ہے۔ دستور کو معطل کرنے کا اختیار بھی جمہوری اُصول پر مبنی ہے۔

نکتہ ۱۷: ''رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مؤاخذہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالاتر نہ ہوگا۔

تبصرہ: دستورِ پاکستان کے آرٹیکل ۲۴۸ جو صدر و گورنر کو عدالتی باز پرس سے استثنٰی عطا کرتا ہے، کی جو تشریح NRO کیس میں سپریم کورٹ نے کی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رئیس مملکت مؤاخذہ سے بالاتر نہیں۔ مزید وضاحت سپریم کورٹ سے متوقع ہے۔

نکتہ ⓲: ''ارکان وعمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون وضابطہ ہوگا اور اس کو دونوں پر عام عدالتیں ہی نافذ کریں گی۔''

تبصرہ: ارکان وعمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لئے شہری حقوق کے سلسلہ میں قانون اور ضابطہ ایک ہی ہے۔ فرق صرف ان کے نفاذ کا ہے جس کے لئے معیاری نگرانی اور اعلیٰ طرز حکومت Good Governance، صحیح نفاذ کی ضرورت ہے۔

نکتہ ⓳: ''محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی اور ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

تبصرہ: عدلیہ کی آزادی اور قوانین کے تحفظ کا سول سوسائٹی، وکلا اور اب عدلیہ نے خود اہتمام کیا ہوا ہے۔

نکتہ ⓴: ''ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اُصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔''

دستور کے آرٹیکل ۱۹، ۳۱، ۳۵ اور ۳۷ کے علاوہ آرٹیکل ۶۲ کی ذیلی دفعہ 'ص'، آرٹیکل ۶۳ کی ذیلی دفعہ 'ز'، اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعات ۲۹۵ سی، ۲۸۹، ۲۹۸ الف، ب، ج کافی حد تک مذکورہ بالا نکتہ کے اُمور کا احاطہ کرتی ہیں۔ اس نکتہ پر دستور کے آرٹیکل اور قوانین کا مختصر جائزہ ملاحظہ فرمائیے:

◉ آرٹیکل ۱۹: ''اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامتی یا دفاع سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع ہر شہری کو تقریر اور اظہارِ خیال کی آزادی کا حق ہوگا۔''

◉ آرٹیکل ۳۱: ''اسلامی طرزِ زندگی: ① پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر

www.KitaboSunnat.com

اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اُصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور اُنہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔''

◉ آرٹیکل ۳۵:''مملکت شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرے گی۔

وضاحت: واضح رہے کہ خاندان کا تحفظ شرعِ متین کے اُصولوں کے مطابق ہی ہوگا۔''

◉ آرٹیکل ۳۷:''معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ مملکت کے فرائض میں ہے۔'' اور یہ اس کا پیمانہ بھی شرعی اُصول ہیں۔

◉ آرٹیکل ۳۸:''عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروغ بھی مملکت ، اسلام کے اُصولوں کے مطابق دینے کی پابند ہے۔''

◉ آرٹیکل ۶۲ :''[ص]:اس نے قیامِ پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریۂ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔'' [تو ایسا شخص مجلس شوریٰ کا رکن منتخب ہونے کا اہل نہیں ہے]

◉ آرٹیکل ۶۳ :'' ① مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی رکنیت کے لیے نااہلیت کی وجوہ:

[ز] وہ کسی ایسی رائے کی تشہیر کررہا ہو یا کسی ایسے طریقے پر عمل کررہا ہو جو نظریۂ پاکستان یا پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ، سالمیت یا سلامتی یا اخلاقیات یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی دیانتداری یا آزادی کے لیے مضر ہو یا جو پاکستان کی مسلح افواج یا عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تضحیک کا باعث ہو......''

☜ تعزیراتِ پاکستان میں مندرجہ دفعات مختصراً درج کی جاتی ہیں:

◉ دفعہ ۲۹۵ سی: ''رسولِ اکرم ﷺ کی بابت خلافِ شان الفاظ استعمال کرنا: ''جو کوئی الفاظ خواہ وہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اِتہام، چالاکی یا کنایہ سے، بلاواسطہ مقدس پیغمبر محمد ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کرے تو اسے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

◉ دفعہ ۲۹۸ :''مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کی دانستہ نیت سے الفاظ وغیرہ بولنا: جو کوئی دانستہ نیت سے کسی شخص کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے لئے کوئی بات کہے یا

کوئی آواز نکالے جس کو وہ شخص سن سکے یا اس شخص کے پیش نظر کوئی حرکت کرے یا کوئی شے اس کے پیش نظر رکھے، اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد ایک برس تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔

الف) معزز اشخاص کی نسبت توہین آمیز رائے زنی کرنا: جو کوئی پیغمبر پاک ﷺ کی کسی بیوی (اُمّ المؤمنینؓ) یا ان کے ارکانِ کنبہ یا راست باز خلیفوں (خلفاے راشدین) میں سے کسی کی یا پیغمبر پاک (ﷺ) کے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کی الفاظ سے، چاہے زبانی ہوں یا تحریری یا ظاہری اشاروں یا اتہام طعن زنی یا درپردہ تعریض سے بلاواسطہ بے حرمتی کرے، اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین برس تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔

ب) ایسے القاب، حرکات اور خطاب وغیرہ کا غلط استعمال جو مقدس مقامات یا شخصیات کے لئے مخصوص ہیں:

① قادیانی یا لاہوری جماعت کا کوئی فرد (جو خود کو احمدی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتے ہیں) جو زبانی یا تحریری الفاظ سے یا ظاہری بیان سے:

i) کسی شخص کا، علاوہ یا پیغمبر محمدؐ کے مصاحب کے، بطور امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یا خطاب کرے......

ii) کسی شخص کا، علاوہ زوجہ پیغمبر حضرت محمدؐ کے، بطور اُمّ المؤمنین کے حوالہ دے یا خطاب کرے......

iii) کسی شخص کا، علاوہ پیغمبر حضرت محمدؐ کے رکن کنبہ کے، بطورِ اہل بیت کے حوالہ دے یا خطاب کرے یا

iv) اپنی عبادت گاہ کا بطورِ مسجد کا حوالہ دے، نام لے کر پکارے......

تو اسے دونوں اقسام میں سے کسی قسم کی ایسی مدت کی سزاے قید دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

④ قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کا کوئی شخص (جو خود کو قادیانی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتے ہیں) جو زبانی یا تحریری الفاظ سے یا ظاہری حرکات سے اپنے عقیدہ میں پیروی کردہ عبادت کے لیے بلانے کے لیے کسی طریقہ یا شکل کو بطورِ اذان کے حوالہ دے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے دونوں اقسام میں سے کسی قسم کی سزاے قید دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

ج) قادیانی جماعت وغیرہ کے اشخاص کا خود کو مسلمان کہنا یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ یا اشاعت کرنا:

قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کا کوئی شخص (جو خود کو قادیانی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتا ہو) بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہو یا اپنے عقیدہ کا بطورِ اسلام کے حوالہ دیتا ہو یا موسوم کرتا ہو یا دیگران کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائے، اسے دونوں اقسام میں سے کسی قسم کی سزاے قید دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہوسکتی ہے اور سزاے جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

نکتہ ۲۱: ''ملک کے مختلف ولایات واَقطاع مملکتِ واحدہ کے انتظامی اجزا متصور ہوں گے ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی یونٹس کی نہیں محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔

تبصرہ: پارلیمانی کمیٹی براے دستوری ترامیم ان معاملات (دستور میں صوبائی آزادی اور کنکرنٹ لسٹ) کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس وقت ان اُمور کو اُٹھانا موزوں نہ ہے کیونکہ موجودہ حالات میں ان پر کافی پیش رفت ہوچکی ہے۔

نکتہ ۲۲: ''دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔''

تبصرہ: آئین پاکستان کی رُو سے کوئی قانون خلافِ قرآن یا سنت نہیں بن سکتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کی تعبیر بھی خلافِ سنت یا احکامِ قرآن نہیں کی جاسکتی بہرحال اس نکتہ پر مزید اصرار ضروری ہے۔

www.KitaboSunnat.com

آئین ودستور

6

جملہ مکاتب فکر کا متفقہ ترمیمی شریعت بل ۱۹۸۶ء

۳۰/ اگست ۱۹۸۶ء کو لاہور میں 'متحدہ شریعت محاذ پاکستان' کے زیر اہتمام جملہ دینی مکاتبِ فکر کی نمائندہ کمیٹی نے شریعت بل کے ترمیم شدہ مسودے پر اتفاق کیا اور مؤرخہ ۲۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء جامعہ نعیمیہ، لاہور میں ہزاروں علما اور مشائخ کے عظیم الشان کنونشن میں مولانا سمیع الحق کی طرف سے، قاضی عبداللطیف کی تائید سے ترمیمی شریعت بل کے لئے قرار داد پیش کی گئی جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔سطورِ ذیل میں کمیٹی کی رپورٹ حذف کر کے خالص شریعت بل کا متن پیش خدمت ہے۔

واضح رہے کہ اسی رپورٹ کی روشنی میں متحدہ محاذ نے آئین میں مجوزہ نویں ترمیم کی اِصلاح وتکمیل کا مطالبہ پیش کیا تھا تاکہ شریعت بل دستور سے ہم آہنگ رہے، گویا آئین میں مطلوبہ ترمیم شریعت بل کی منظوری کی بنیاد قائم کرنے کے لئے ہے جس کا حاصل نفاذِ شریعت ہے۔

ابتدائیہ

ہرگاہ کہ قراردادِ مقاصد، جو پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے، کو دستور اسلامی جمہوریۂ پاکستان ۱۹۷۳ء کا مستقل بالذات حصہ بنا دیا گیا ہے۔

اور ہرگاہ کہ مذکورہ قراردادِ مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کے لئے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔

دفعہ نمبر ۱: مختصر عنوان، وسعت اور آغازِ نفاذ

الف) اس ایکٹ کو 'نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۸۶ء' کہا جائے گا۔

ب) یہ ایکٹ تمام پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔

ج) اس ایکٹ میں شامل کسی امر کا اطلاق غیر مسلموں کے شخصی قوانین پر نہ ہوگا۔

د) یہ ایکٹ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

دفعہ نمبر ۲: تعریفات

اس ایکٹ میں تاوقت یہ کہ متن سے کوئی مختلف مفہوم مطلوب ہو، مندرجہ ذیل اِصطلاحات سے وہ مفہوم مراد ہے جو ذیل میں اُنہیں دیا گیا ہے۔ یعنی:

الف) 'قرار دادِ مقاصد' سے مراد وہ مفہوم ہے جو آرٹیکل ۲/الف، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء میں اسے دیا گیا ہے۔

ب) 'مقررہ' سے مراد اس ایکٹ کے تحت مقررہ قواعد ہیں۔

ج) 'شریعت' سے مراد قرآن وسنت ہیں۔

توضیح

قرآن وسنت کے اَحکام کی تعبیر کرتے ہوئے درج ذیل مآخذ سے رہنمائی حاصل کی جائے گی:

① سنت خلفاے راشدین ② تعامل اہلِ بیت عظام وصحابہ کرام

③ اجماعِ اُمت ④ مسلمہ فقہاے اسلام کی تشریحات وآرا

دفعہ نمبر ۳: شریعت کی دیگر قوانین پر بالاتری

کسی دیگر قانون، رواج، تعامل یا بعض فریقوں کے مابین معاملہ یا لین دین میں شامل کسی بھی امر کے اس سے مختلف ہونے کے باوجود شریعت، پاکستان میں بالاتر قانون کی حیثیت سے مؤثر ہوگی۔

دفعہ نمبر ۴: عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں گی

ملک کی تمام عدالتیں تمام اُمور ومقدمات بشمول مالی اُمور وغیرہ میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں گی اور شریعت کے خلاف فیصلوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔ اگر کسی عدالت میں یہ سوال اٹھایا جائے کہ آیا کوئی قانون یا فیصلہ شریعت کے منافی ہے، تو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۵: وفاقی شرعی عدالت کا دائرۂ اختیار

وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیارِ سماعت وفیصلہ، بلا استثنیٰ تمام اُمور ومقدمات پر حاوی ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

دفعہ نمبر ۶: شریعت کے خلاف اَحکامات دینے پر پابندی

انتظامیہ کا کوئی بھی فرد، بشمول صدرِ مملکت اور وزیر اعظم، شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر کوئی ایسا حکم دیا گیا، تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا، بشرطیکہ شکایت کنندہ کے لئے کوئی اور قانونی مداوا موجود نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۷ عدالتی عمل اور احتساب

حکومت کے تمام عمال، بشمول صدرِ مملکت، اسلامی قانونِ عدل کے مطابق احتساب سے بالاتر نہیں ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۸

مسلّمہ اِسلامی فرق کے شخصی معاملات ان کے اپنے اپنے فقہی مسالک کے مطابق طے کئے جائیں گے۔

دفعہ نمبر ۹ غیر مسلم کو تبلیغ کی آزادی

یہ شق حذف کر دی گئی ہے، کیونکہ دفعہ ۱ کی شق (ج) کے بعد اس کی ضرورت نہیں۔

سفارشی دفعہ نمبر ۱۰: علمائے دین کو جج مقرر کیا جائے

تمام عدالتوں میں حسبِ ضرورت تجربہ کار اور جید علماے دین کا بحیثیتِ جج اور معاونین عدالت تقرر کیا جائے۔

سفارشی دفعہ نمبر ۱۱: ججوں کی تربیت کے انتظامات

علومِ شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علومِ شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہو سکیں۔

دفعہ نمبر ۱۲: قرآن وسنت کی تعبیر کا طریق کار

قرآن وسنت کی تعبیر کا طریق کار وہی معتبر ہوگا جو مسلّمہ مجتہدین کے علم اُصولِ تفسیر اور علم اُصولِ حدیث وفقہ کے مسلّمہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو۔

دفعہ نمبر ۱۳: عمالِ حکومت کے لیے شریعت کی پابندی

انتظامیہ، عدلیہ اور مقنّنہ کے ہر فرد کے لیے فرائضِ شریعت کی پابندی اور محرمات سے

www.KitaboSunnat.com

اجتناب لازم ہوگا۔'' جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، وہ مستوجبِ سزا ہوگا۔(یہاں کوئی سزا متعین کردی جائے) بشرطیکہ کسی دیگر قانون کے تحت یہ جرم مستوجبِ سزا نہ ہو۔''

دفعہ نمبر ۱۴: ذرائع ابلاغ کی تطہیر

تمام ذرائع ابلاغ سے خلافِ شریعت پروگراموں، فواحش اور منکرات کی اشاعت ممنوع ہوگی۔ جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، مستوجبِ سزا ہوگا (یہاں متعین طور پر سزا کا ذکر کرنا مناسب ہوگا، مثلاً دو سال قید با مشقت اور جرمانہ) بشرطیکہ کسی دوسرے قانون کے تحت یہ جرم مستوجبِ سزا نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۱۵: حرام کی کمائی پر پابندی

خلافِ شریعت کاروبار کرنا اور حرام طریقوں سے دولت کمانا ممنوع ہوگا۔ جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، مستوجبِ سزا ہوگا (یہاں سزا متعین کی جائے) بشرطیکہ کسی دوسرے قانون کے تحت یہ جرم مستوجبِ سزا نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۱۶: بنیادی حقوق کا تحفظ

شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کو دیئے ہیں، انکے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائیگا۔

دفعہ نمبر ۱۷: قواعد سازی کے اختیارات

اس ایکٹ کے مقاصد کے حصول اور شریعت کے عملی نفاذ اور اس قانون پر عمل درآمد کرانے کے لئے مرکزی حکومت کو اختیار ہوگا کہ ضروری قواعد وضع کرے، ان قواعد کا نفاذ اس دن سے ہوگا جس دن سے مرکزی حکومت اُنہیں گزٹ میں شائع کرے گی۔

نمائندگان کے دستخط

محمد عبدالقیوم ہزاروی	(ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)
حافظ عبدالرحمٰن مدنی	(رابطہ علماے اہل حدیث پاکستان)
محمد اجمل غفرلہ	(نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان)
محمد اسلم سلیمی	(نائب قیم جماعت اسلامی، پاکستان)
میاں شیر عالم ایڈووکیٹ	(نائب صدر ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس)

www.KitaboSunnat.com

آئین ودستور

انتخاب: حافظ عبدالحلیم محمد بلال☆

ترجمہ: ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق زاہد

دستورِ سعودی عرب کی اسلامی دفعات

بموجب **فرمانِ شاہی ا/۹۰** مجریہ ۲۷رشعبان ۱۴۱۲ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۹۲ء

المادة الأولى: المملكة العربية السعودية دولة عربية إسلامية، ذات سيادة تامة، دينها الإسلام، ودستورها كتاب الله تعالىٰ وسنة رسولﷺ، ولغتها هي اللغة العربية، وعاصمتها مدينة الرياض

دفعہ ①: مملکتِ سعودی عرب مکمل طور پر خودمختار عرب اسلامی ملک ہے، اس کا دین 'اسلام' دستور 'کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ'، زبان 'عربی' اور دارالحکومت 'الریاض' ہے۔

المادة السادسة: يبايع المواطنون الملِك على كتاب الله تعالىٰ وسنة رسولهﷺ، وعلى السمع والطاعة في العُسر واليسر والمنشط والمكره

دفعہ ⑥: ملک کے تمام شہری بادشاہ کی، کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ پر، نیز تنگی وخوشحالی اور پسندوناپسند، ہرصورت میں سمع وطاعت پر بیعت کریں گے۔

المادة السابعة: يستمد الحكم في المملكة العربية السعودية سلطته من كتاب الله تعالىٰ وسنة رسوله ﷺ، وهما الحاكمان على هٰذا النظام وجميع أنظمة الدولة

دفعہ ⑦: حکومت کے ملک میں جملہ اختیارات کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ماخوذ ہوں گے، اوران دونوں (کتاب وسنت) کو اس نظامِ حکومت اور ملک کے تمام قوانین پر بالادستی اور برتری حاصل ہوگی۔

المادة الثامنة: يقوم الحكم في المملكة العربية السعودية علىٰ أساس العدل والشورٰى والمساواة وفق الشريعة الإسلامية

دفعہ ⑧: حکومت، شریعتِ اسلامی کے مطابق عدل و انصاف، شورائیت اور مساوات جیسے بنیادی اُصولوں پر قائم رہے گی۔

www.KitaboSunnat.com

المادة التاسعة: الأسرة هي نواة المجتمع السعودي...... ويُربى أفرادها على أساس العقيدة الإسلامية وما تقتضيه من الولاء والطاعة لله ولرسوله ﷺ ولأولي الأمر...... واحترام النظام وتنفيذه وحب الوطن والاعتزاز به وبتاريخه المجيد

دفعہ ⑨: سعودی معاشرے کی بنیاد 'خاندان' ہے جس کے افراد کی تربیت اسلامی عقیدے اور اس کے تمام تقاضوں ...... مثلاً: اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور اولوا الامر کی اطاعت وفرمانبرداری، نظامِ حکومت کا احترام اوراس کا نفاذ، وطن سے محبت پر اوراس کی شاندار تاریخ پر افتخار...... کی اساس پر کی جائے گی۔

المادة العاشرة: تحرص الدولة على توثيق أواصر الأسرة، والحفاظ على قيمها العربية والإسلامية، ورعاية جميع أفرادها، وتوفير الظروف المناسبة لتنمية ملكاتهم وقدراتهم

دفعہ ⑩: حکومت، خاندان کے مابین تعلق کو مضبوط بنانے، اس کی عربی اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے، اس کے تمام افراد کی دیکھ بھال اور ان کی اہلیتوں اور صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اوران سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے لیے مناسب ماحول مہیا کرنے میں انتہائی طور پر کوشاں رہے گی۔

المادة الحادية عشرة: يقوم المجتمع السعودي على أساس من اعتصام أفراده بحبل الله، وتعاونهم على البر والتقوىٰ، والتكافل فيما بينهم، وعدم تفرقهم

دفعہ ⑪: سعودی معاشرے کا قیام اس اساس پر ہوگا کہ اس کے تمام افراد اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، نیکی اور پرہیزگاری کے اُصولوں پر ایک دوسرے سے تعاون کریں، باہم ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور تفرقہ سے اجتناب کریں۔

المادة الثانية عشرة: تعزيز الوحدة الوطنية واجب، وتمنع الدولة كل مايؤدي للفرقة والفتنة والانقسام

دفعہ ⑫: ملکی وحدت اور سالمیت کی حفاظت ہر سعودی شہری کا فرض ہے اور حکومت ہر ایسی

www.KitaboSunnat.com

کوشش سے روکے گی جو فرقہ بندی، فتنہ فساد اور انقسام پر منتج ہو۔

المادة الثالثة عشرة: يهدف التعليم إلى غرس العقيدة الإسلامية في نفوس النشء، وإكسابهم المعارف والمهارات، وتهيئتهم ليكونوا أعضاء نافعين في بناء مجتمعهم محبين لوطنهم معتزين بتاريخه

دفعہ ⑬: نئی نسل کے دلوں میں اسلامی عقیدے کی ترکیز و آبیاری، اسے علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے لیے امداد مہیا کرنا اور اس طرح تیار کرنا کہ وہ اپنے معاشرے کی تعمیر میں نفع بخش ثابت ہو، اپنے وطن سے محبت اور اپنی تاریخ پر فخر کرے، تعلیم کے اہداف ہوں گے۔

المادة السابعة عشرة: الملكية ورأس المال والعمل مقومات أساسية في الكيان الاقتصادي والاجتماعي، وهي حقوق خاصة تؤدي وظيفة اجتماعية وفق الشريعة الإسلامية

دفعہ ⑰: ملکیت، سرمایہ اور محنت...... ملک کے اقتصادی اور اجتماعی ڈھانچے کی بنیادیں ہیں۔ یہ خاص (انفرادی) حقوق ہیں جو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق اجتماعی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

المادة العشرون: لا تفرض الضرائب والرسوم إلا عند الحاجة، وعلى أساس من العدل، ولا يجوز فرضها أو تعديلها أو إلغاؤها أو الإعفاء منها إلا بموجب النظام

دفعہ ⑳: ٹیکس اور محصولات صرف ضرورت کے تحت اور منصفانہ بنیاد پر عائد کئے جائیں گے۔ ان کا عائد کرنا یا ان میں کوئی ترمیم، یا ان کو معاف کرنا وغیرہ صرف قانون کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

المادة الحادية والعشرون: تُجبى الزكاة وتنفق في مصارفها الشرعية

دفعہ ㉑: زکوٰۃ وصول کی جائے اور اسے اس کے شرعی مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔

المادة الثالثة والعشرون: تحمي الدولة عقيدة الإسلام...وتطبق شريعته، وتأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر، وتقوم بواجب الدعوة إلى الله

دفعہ ㉓: حکومت، عقیدۂ اسلام کی حفاظت اور شریعتِ اسلامیہ کو نافذ کرے گی، اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور دعوت الی اللہ کا اہتمام کرے گی۔

www.KitaboSunnat.com

المادة الرابعة والعشرون: تقوم الدولة بإعمار الحرمين الشريفين وخدمتهما...... وتوفر الأمن والرعاية لقاصديهما، بما يُمكن من أداء الحج والعمرة والزيارة بيُسرٍ وطمأنينة

دفعہ ۲۴: حکومت، حرمین شریفین کی تعمیر اور ان کی خدمت کا فرض پورا کرے گی، ان کی طرف قصد کرنے والوں کے لیے امن وسلامتی اور ان کی دیکھ بھال کو یقینی بنائے گی تاکہ حج وعمرہ اور زیارتِ (مسجدِ نبویؐ) اطمینان وسکون سے انجام پاسکیں۔

المادة الخامسة والعشرون: تحرص الدولة على تحقيق آمال الأمة العربية والإسلامية في التضامن وتوحيد الكلمة ...... وعلى تقوية علاقاتها بالدول الصديقة

دفعہ ۲۵: حکومت، عرب اور مسلم اُمت کے باہمی تعاون اور اتحاد کی آرزؤں کی تکمیل کے لیے انتہائی کوشاں رہے گی اور دوست ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات مستحکم کرے گی۔

المادة السادسة والعشرون: تحمي الدولة حقوق الإنسان وفق الشريعة الإسلامية

دفعہ ۲۶: مملکت شریعتِ اسلامیہ کے مطابق حقوقِ انسانی کی حفاظت کرے گی۔

المادة السابعة والعشرون: تكفل الدولة حق المواطن وأسرته في حالة الطواري والمرض والعجز والشيخوخة، وتدعم نظام الضمان الاجتماعي، وتشجع المؤسسات والأفراد على الإسهام في الأعمال الخيرية

دفعہ ۲۷: ہنگامی حالت، بیماری، معذوری اور بڑھاپے میں حکومت سعودی شہری اور اس کے خاندان کے حقوق کی کفالت، 'سوشل سیکیورٹی' (تحفظِ عامہ) کے نظام کی مالی امداد اور فلاحی کاموں میں حصہ لینے والے اداروں اور افراد کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

المادة الثالثة والثلاثون: تنشيء الدولة القوات المسلحة وتجهزها، من أجل الدفاع عن العقيدة والحرمين الشريفين والمجتمع والوطن

دفعہ ۳۳: حکومت مسلح افواج بنائے گی اور اُنہیں عقیدۂ اسلامیہ، حرمین شریفین، معاشرے اور

www.KitaboSunnat.com

وطنِ عزیز کے دفاع کے لیے تیار کرے گی۔

المادة الرابعة والثلاثون: الدفاع عن العقيدة الإسلامية والمجتمع والوطن واجب على كل مواطن، ويبين النظام أحكام الخدمة العسكرية

دفعہ ۳۴ : عقیدہ اسلامیہ، معاشرے اور وطن کا دفاع کرنا ملک کے ہر شہری پر لازم ہوگا۔ایک الگ قانون فوجی خدمات کے دیگر اَحکام کو واضح کرے گا۔

المادة الثامنة والثلاثون: العقوبة شخصية ولا جريمة ولا عقوبة إلا بناء على نص شرعي، أو نص نظامي، ولا عقاب إلا على الأعمال اللاحقة للعمل بالنص النظامي

دفعہ ۳۸ : سزا فرد کا شخصی معاملہ ہے۔کسی شرعی یا قانونی اساس کے بغیر کوئی فعل جرم قرار پائے گا نہ اس پر سزا دی جاسکے گی اور سزا اسی فعل پر دی جاسکے گی جو اس کے متعلق جاری ہونے والے قانون کے بعد مستوجب ِسزا قرار پائے گا۔

المادة الثالثة والأربعون: مجلس الملك ومجلس ولي العهد، مفتوحان لكل مواطن ولكل مَن له شكوٰى أو مظلمة، ومن حق كل فرد مخاطبة السلطات العامة فيما يعرض له من الشؤون

دفعہ ۴۳ : بادشاہ اور ولی عہد کے ایوان ہر شہری اور ہر اس شخص کے لیے کھلے ہیں جسے کوئی شکایت ہو یا جس کا حق سلب کیا گیا ہو۔ نیز ہر شہری کو اپنے معاملات کے سلسلے میں متعلقہ حکام سے رجوع کرنے کا حق ہوگا۔

المادة الخامسة والأربعون: مصدر الإفتاء في المملكة العربية السعودية كتاب الله تعالىٰ وسنة رسول ﷺ، ويبين النظام ترتيب هيئة كبار العلماء وإدارة البحوث العلمية والإفتاء واختصاصاتها

دفعہ ۴۵ :مملکت میں فتویٰ دینے کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔قانون کے ذریعے 'تنظیم کبارعلماء' اور 'ادارۂ بحوثِ علمیہ' کی ترتیب اوران دونوں کے فرائض کو بیان کردیا جائے گا۔

المادة السادسة والأربعون: القضاء سلطة مستقلة...ولا سلطان على القضاة في قضائهم لغير سلطان الشريعة الإسلامية

www.KitaboSunnat.com

دفعہ ۴۶ : **'عدلیہ' ایک آزاد اور بااختیار ادارہ ہوگا جس ... پر شریعتِ اسلامیہ کی بالادستی و برتری کے علاوہ اور کوئی بالادستی نہیں ہوگی۔**

المادة الثامنة والأربعون: تطبق المحاكم على القضايا المعروضة أمامها أحكام الشريعة الإسلامية وفقًا لما دلّ عليه الكتاب والسنة، وما يصدره ولي الأمر من أنظمة لاتتعارض مع الكتاب والسنة

دفعہ ۴۸ : تمام عدالتیں پیش ہونے والے جملہ مقدمات میں شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کے مطابق فیصلہ کریں گی جس طرح کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہیں۔ اور ولی الامر (امیر) کی طرف سے نافذ کردہ ان قوانین کے مطابق فیصلہ کریں گی جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مخالف نہ ہوں۔

المادة السابعة والستون: تختص السلطة التنظيمية بوضع الأنظمة واللوائح فيما يحقق المصلحة، أو يرفع المفسدة في شؤون الدولة، وفقًا لقواعد الشريعة الإسلامية، وتمارس اختصاصاتها وفقًا لهذا النظام و نظامي مجلس الوزراء و مجلس الشورٰى

دفعہ ۶۷ : انتظامیہ کو شریعتِ اسلامیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے ایسے قواعد وضوابط بنانے کا اختیار حاصل ہوگا جو مصالح عامہ اور رفعِ مفاسد کے لیے معاون ثابت ہوں گے اور وہ اپنے اختیارات، اس دستور، مجلس الوزراء اور مجلس شوریٰ کے دساتیر کے مطابق استعمال کرے گی۔

نوٹ: سعودی عرب کے مکمل دستور کے اُردو ترجمہ کے لئے جو ۸۳ دفعات اور ۱۱ صفحات پر مشتمل ہے، محدث کا شمارہ بابت جنوری ۱۹۹۳ء (ص ۲۱۰ تا ۲۲۰) مطالعہ کریں۔ یہ سعودی دستور ۱۹۹۲ء میں نافذ کیا گیا اور تا حال بلاترمیم مملکتِ سعودی عرب میں نافذ عمل ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور ۱۹۷۳ء، ۲۸۰ دفعات اور ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جس کی ذیلی دفعات بھی کافی طویل ہیں۔ جبکہ اس میں انہی دنوں ۱۸ ویں ترمیم منظور کی جاچکی ہے۔ علاوہ ازیں ایک ہی موضوع پر پاکستانی، سعودی اور ایرانی دساتیر کی دفعات کا تقابلی مطالعہ بھی دلچسپ ومفید ہوگا۔ (ادارہ)

'ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس'
کی دستوری سفارشات

قرآن وسنت کو پاکستان کا بالا تر(Supreme) قانون بنانا مقصود ہے اور آئین کی نویں ترمیم چونکہ شریعت کے مطابق قانون سازی کے تقاضے پورے نہیں کرتی، اس لیے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس (پاکستان زون) نے آئین میں ترمیم کے لیے حسبِ ذیل سفارشات مرتب کی ہیں تاکہ نویں آئینی ترمیمی بل کو اس کے مطابق بنایا جائے یا پھر اس کو پرائیویٹ بل کی صورت میں قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے۔تنظیم کے ماہرین آئین وقانون نے دستور میں ترمیم کے لیے جو سفارشات مرتب کی ہیں، وہ حسبِ ذیل ہیں:

① آئین کی شق نمبر۲ میں مندرجہ ذیل ترمیم کی جائے:

الف) قرآن وسنت کو ملک کا بالاتر (Supreme) قانون قرار دیا جائے۔

ب) حکومت کے تمام ادارے جس میں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ اور اسکے مسلم عمالِ حکومت جن میں صدر گورنر وفاقی اور صوبائی وزرا شامل ہیں، شریعت کے احکام کے پابند ہوں گے۔

ج) کسی دیگر قانون، رواج، تعامل یا بعض فرقوں کے مابین شامل کسی بھی امر کے لیے اس سے مختلف ہونے کے باوجود، شریعت پاکستان کے بالاتر قانون ہونے کی حیثیت سے مؤثر ہوگی۔تاکہ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ آیا کوئی قانون اسلامی ہے یا غیر اسلامی تو اس کا فیصلہ باب۳/الف کے تحت کیا جائے گا۔

② توضیح:

الف) شریعت سے مراد قرآن اور سنت ہے۔

ب) قرآن وسنت کے احکام کی تعبیر کیلئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رہنمائی حاصل کی جائے گی:

i) تعامل اہل بیتِ عظام وصحابہ کرامؓ ii) سنت خلفاے راشدینؓ

iii) اجماعِ اُمت iv) مسلّمہ فقہا ومجتہدین کی تشریحات

ج) قرآن وسنت کی تعبیر کا وہی طریقہ کار معتبر ہوگا جو مسلّمہ مجتہدین کے علم اُصولِ تفسیر اور علم اُصول حدیث وفقہ اور اجتہاد کے مسلّمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہوگا۔

اسی شق نمبر۲ میں ذیلی شق (۲ب) کا اضافہ کیا جائے جو حسبِ ذیل ہے:

ب) کوئی قانون یا قانون کی کوئی شق جو قراردادِ مقاصد میں دیئے گئے حقوق سے متصادم ہو اسے کالعدم اور منسوخ قرار دیا جائے گا۔

③ آئین کے آرٹیکل ۳۱ کی ذیلی شق 'ج' کے بعد 'د،ہ،و' اور 'ز' کا اضافہ کیا جائے جو حسب ذیل ہے:

د) انتظامیہ عدلیہ اور مقنّنہ کے ہر فرد کے لیے فرائضِ شریعت کی پابندی اور محرمات سے اجتناب لازم ہوگا اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا وہ مستوجب سزا ہوگا۔ (بشرطیکہ کسی دوسرے قانون کے تحت یہ جرم مستوجبِ سزا قرار نہ دیا گیا ہو)

ھ) خلافِ شریعت کاروبار یا حرام طریقوں سے دولت کمانا ممنوع ہوگا۔ اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا وہ مستوجبِ سزا ہوگا۔ (بشرطیکہ کسی دوسرے قانون کے تحت یہ جرم مستوجبِ سزا نہ ہو)

و) شریعت کے اُصولوں کے مطابق تعلیم کا انتظام۔

ز) عدلیہ اور دوسرے محکموں کے لیے موزوں اشخاص کا انتخاب اور تقرر

④ آئین کے آرٹیکل ۱۷۷ میں علما کے عدلیہ اور دیگر اِداروں میں تقرر کے بارے میں ترمیم کی جائے۔

⑤ آئین کے آرٹیکل ۲۰۳/بی میں جو شق وفاقی شرعی عدالت سے متعلق ہے، اسکو حذف کیا جائے۔

⑥ 'دستور' اور ایسا 'رواج' اور 'عرف' جس نے قانون کی حیثیت اختیار کرلی ہے، قانون کی تعریف میں شامل کیا جائے۔

⑦ آرٹیکل ۲۰۳/ڈی (جو وفاقی شرعی عدالت سے متعلق ہے) اس میں ۳/اے کا حسب ِذیل اضافہ کیا جائے:

۳/اے: ''ان تمام قوانین کے باوجود جو آئین کے اس باب میں شامل ہیں، وہ قانون جو مالیات سے متعلق ہے یا ان کا تعلق کسی ٹیکس فیس کی وصولی، بینکنگ انشورنس اور ان کے متعلقہ ضابطوں سے ہے، کے بارے میں ان علماء سے جو شریعت میں دسترس رکھتے ہوں، مشورہ کر کے گورنمنٹ کو پابند کیا جائے گا کہ وہ ۹۰ دن کے اندر قانون میں ترمیم کر کے اسے قرآن وسنت سے ہم آہنگ کرے۔''

⑧ آرٹیکل (۲) ۲۰۳/ڈی کی کلاز 'اے' میں 'صدر' اور 'گورنر' کا لفظ آیا ہے۔ ان کی بجائے 'قومی اسمبلی' اور 'صوبائی اسمبلی' کے الفاظ شامل کیے جائیں۔

⑨ آرٹیکل ۲۳۰ (جو اسلامی نظریاتی کونسل سے متعلق ہے) میں حسب ِذیل ترامیم کی جائیں:

◉ اس کی کلاز (بی) میں مشاورت کی رپورٹ ریفرنس سے ۶۰ دن کے اندر اندر بھجوانے کے لیے اسلامی کونسل کو پابند کیا جائے گا۔

◉ ذیلی دفعہ (۲) حذف کی جائے۔

◉ ذیلی دفعہ (۴) میں '۷ سال' کی مدت کی بجائے '۳ سال' اور '۲ سال' کی بجائے '۶ ماہ' کی مدت کے الفاظ شامل کیے جائیں اور

◉ وفاقی یا صوبائی اسمبلیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اسلامی کونسل کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اس کے مطابق یا اس میں ترمیم واضافہ کے بعد جیسی بھی صورت ہو، متعلقہ قانون کو قرآن وسنت کے مطابق بنائیں۔

⑩ آئین کے آرٹیکل ۲۳۳ (جو ہنگامی حالات سے متعلق ہے) میں ترمیم کی جائے اور ہنگامی حالات میں بھی ان حقوق کو جو قرآن وسنت نے کسی شخص یا فریق کو عطا کیے ہیں اور جو قرار دادِ مقاصد میں درج ہیں، معطل کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

⑪ آئین کے آرٹیکل ۲۴۸ (جس کے تحت صدر گورنر اور وزرا کو قانونی تحفظات دیئے گئے ہیں) کو حذف کر دیا جائے۔ البتہ صدر اور گورنر کے خلاف دیوانی یا فوجداری کاروائی سے

www.KitaboSunnat.com

قبل ۶۰ دن کا نوٹس دینا ہوگا اور اس سلسلہ میں ان کے خلاف سماعت کا اختیار سپریم کورٹ کو ہوگا۔ ان کے خلاف اِلزام یا دعویٰ غلط یا جھوٹا ثابت ہونے کی صورت میں فریق کاروائی کو شرعی قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ البتہ ان کے خلاف کسی عدالت سے گرفتاری کے وارنٹ جاری نہیں کیے جائیں گے۔ دعویٰ یا الزام ثابت ہونے کی صورت میں ان کو ملک کے قانون کے مطابق سزا دینے کا اختیار سپریم کورٹ کو حاصل ہوگا۔

⑫ آئین کے جدول نمبر ۳ میں 'حلف' کے الفاظ میں ترمیم کر کے آئین کے ساتھ 'قرآن اور سنت کے تقدس اور تحفظ' کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

⑬ آئین کے جدول نمبر ۴ کے حصہ دوم، آئٹم نمبر ۴۸ کا اضافہ کیا جائے جو حسب ِذیل ہے:

''(۴۸) شریعت میں وہ تمام اُمور شامل ہوں گے جو اس سے متعلق ہیں۔ تاکہ اس سے وفاقی اور صوبائی اسمبلیوں کو قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کے اختیارات حاصل ہوں۔''

[تیار کردہ: ۱۹۸۶ء]

جامعہ لاهور الاسلامیه کے علمی مجلّے ماہنامہ 'رشد' لاہور کی 'علم القراءات' پر تین اشاعتیں

اردو زبان میں قراءات کا انسائکلو پیڈیا ☆ مجموعی صفحات ۳ ہزار تقریباً

تمام مکاتب فکر کے فتاوی ☆ شخصیات وتاریخ قراءات ☆ شجرہ ہائے قراءات

قراءات پر مستشرقین اور منکرین قراءات کے اعتراضات اور ان کے شافعی جوابات

نامور قراء کے انٹرویو ☆ دنیا بھر مطبوعہ مصاحف قراءات کی عکسی نقول

پتہ برائے خریداری: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور ۶ ۵۸۶۶۴۷، ۵۸۳۹۴۰۴

www.KitaboSunnat.com

آئین و دستور

جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خاں

نفاذِ شریعت کے رہنما اُصول

اس سے قبل علما کے ۲۲ نکات اور دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کا ایک تقابل پیش کیا جا چکا ہے۔ اس تقابلی جائزہ سے ظاہر ہے کہ اَب 'ملی مجلس شرعی' کی قرارداد میں اِن اُمور کا مطالبہ ہونا چاہیے:

① حکومت کا سیاسی عزم "Political Will" اور مقتدرہ اشخاص کا اسلامی ذہن "Mindset" اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے ضروری ہے۔

② علاقائی اور نسلی، قبائلی اور صوبائی تعصّبات کی حوصلہ شکنی اور قومی یکجہتی اور قومی سوچ کے فروغ کے لیے مناسب پالیسیاں اور ادارے قائم کئے جائیں۔

③ قومی تعلیمی پالیسی اسلامی اور قومی سوچ کے فروغ کے لیے تشکیل دی جائے۔ جس سے طبقاتی نظام کا خاتمہ ہو اور تعلیم کی اساس: مذہب، زبان اور علاقائی ثقافت پر ہو، تاکہ نظریۂ پاکستان کو تقویت ملے۔

④ حکومت قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرنے، منکرات کو مٹانے اور شعائرِ اسلام کے احیا و اعلاء کے لیے ادارے قائم کرے تاکہ تعلیم کے ذریعہ ان اُمور کی ترویج ممکن ہوسکے یعنی آرٹیکل ۳۱ میں جن اُمور کا ذکر ہے، اُن پر عمل ہوسکے۔

⑤ زکوٰۃ وصولی اور تقسیم کے نظام کو بہتر کیا جائے اور ایسے ادارے اور ایسی سکیمیں تشکیل دی جائیں جن سے غربت ختم ہو۔

⑥ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اخوت واتحاد کو قوی تر کرنے کے لیے او آئی سی (OIC) کو فعال بنانے میں پاکستان اپنا کردار ادا کرے۔ او آئی سی (OIC) مسلمان ممالک کے مابین تنازعات کو پرامن طریقوں سے طے کرنے کے لیے ادارے بنائے اور دیگر تنازعات کے حل کے لیے مسلم ممالک میں دوستانہ تعلقات کے فروغ کے لیے مؤثر کردار ادا کرے۔

⑦ آرٹیکل ۳۸ دستورِ پاکستان میں درج عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود سے متعلقہ

www.KitaboSunnat.com

اُمور کے فروغ کے لیے حکومت فوری اقدامات کرے تاکہ افلاس اور غربت کے مارے عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔

⑧ دینی مدارس میں اسلامی تعلیم کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم کے لیے مربوط کورس کی تشکیل اور اس کے عملی نفاذ کے لئے حکومت مالی و دیگر وسائل مہیا کرے۔ اس تعلیم میں نہ صرف تقابل اَدیان بلکہ تقابلی علم وفکر و مذاہب شامل ہو۔ اس سے مذاہب میں اُلفت ومحبت اور ہم آہنگی بڑھے گی جبکہ علاقائی، قبائلی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

⑨ وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپلیٹ بنچ شریعت پٹیشن اور شریعت اپیلیں، جن کی کئی سالوں سے شنوائی نہیں ہوئی اور زیرالتوا ہیں، ان کا فیصلہ جلد کرے۔ خاص طور پر ربوا سے متعلقہ پٹیشنز کا فیصلہ جلد کیا جائے۔

⑩ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

⑪ حکومت نفاذِ شریعت کے لئے اب تک ہونے والے متفقہ فیصلوں کا احترام کرے گی اور شریعت کی تعبیر کے حوالہ سے ۲۲ دستوری نکات کی طرز پر متفقہ طور پر طے ہونے والے فیصلے ہی قابل قبول ہوں گے۔

⑫ قرآن وسنت کو ملک کا غیر مشروط طور پر سپریم لا قرار دیا جائے گا اور اس کے متضاد قوانین کو منسوخ کیا جائے گا۔

⑬ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپلیٹ بنچ کے جج صاحبان کو دیگر اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی طرح باقاعدہ جج کی حیثیت دی جائے اور ان کے سٹیٹس اور شرائطِ ملازمت کو دوسری اعلیٰ عدالتوں کے برابر لایا جائے۔

⑭ بعض قوانین کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار سے مستثنیٰ قرار دینے کے فیصلوں پر نظرثانی کی جائے اور وفاقی شرعی عدالت کو ملک کے کسی بھی قانون پر نظرثانی کا حق دیا جائے۔

[تیار کردہ: مارچ ۲۰۱۰ء]

www.KitaboSunnat.com

محمد عطاء اللہ صدیقی

شعیب ملک کی شادی اور میڈیا

آغا شورش کاشمیریؒ نے دورِ حاضر کی سیاست کو ایک ایسی طوائف سے تشبیہ دی تھی جو تماش بینوں میں گھری ہوئی ہے۔ کچھ اس طرح کا معاملہ ہمارے حال ہی میں آزاد ہونے والے میڈیا کا بھی ہے۔ بعض اوقات معمولی واقعات کو اس قدر غیر معمولی کوریج دی جاتی ہے کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہوجاتے ہیں کہ آیا یہی سب سے بڑا قومی مسئلہ ہے؟

مختلف ٹی وی چینلز پر گذشتہ کئی ہفتوں سے شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کے معاملے کو جس انداز میں دکھایا جارہا ہے، یہ میڈیا کے کارپردازان کے لیے بھی ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ آخر اس کا کوئی جواز بھی ہے؟ تعلیم اور تفریح تو ایک طرف، اس معاملے میں گلیمر (Gleamour) کا عنصر بھی اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ اسے Gleamour کیا جارہا ہے۔ آج کل کی اسپورٹس میں جس درجہ کے کھلاڑی کو واقعی 'سٹارز' کی حیثیت دی جاتی ہے، شعیب ملک اور ثانیہ مرزا میں وہ بات بھی نظر نہیں آتی۔ شعیب ملک مخصوص حالات میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم کا کپتان تو بنا مگر اس کی کپتانی ہمیشہ سوالیہ نشان رہی۔ اپنے ہم عصر کرکٹ کے کھلاڑیوں میں اُسے کبھی بھی غیر معمولی مقام حاصل نہیں ہوسکا۔ کھیل کے علاوہ اس کی شخصیت میں بھی کوئی خاص بات نہیں ہے جو دوسروں کو متاثر کرسکے۔ ایک مصنوعی اسٹار کا تاثر ہے جو اس کے بارے میں اُبھارا جارہا ہے۔ یہی حال ثانیہ مرزا کا ہے۔ ٹینس کی خواتین کھلاڑیوں میں اس کی رینکنگ اب سو سے بھی اوپر چلی گئی ہے۔ وہ دنیا کی ٹینس اسٹار لڑکیوں کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑی ہونے کے قابل نہیں ہے۔ نجانے وہ اتنی بڑی 'ٹینس سٹار' کیوں سمجھ لی گئی ہے؟

شعیب ملک نے اگر کرکٹ کی وجہ سے کچھ عزت کمائی تھی، وہ گذشتہ ہفتوں میں عائشہ صدیقی کے ساتھ اس کے نکاح کے خبروں کی تصدیق ہوگئی تو اس کے کریکٹر کا فریب انگیز پہلو بھی سامنے آ گیا۔ میڈیا نے اس کا سابقہ بیان دکھا دیا جس میں اس نے خود اعلان کیا تھا کہ عائشہ سے اس کا نکاح ہوگیا ہے۔ حیدرآباد، دکن میں عائشہ کے والدین سے ملاقات اور اس کے گھر قیام کے بارے میں بھی کسی کو شک نہیں رہا۔ عائشہ صدیقی نے اپنے انٹرویو میں بتایا ہے کہ اُسے اسقاطِ حمل بھی کروانا پڑا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ شعیب ملک کے اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات رہے ہیں۔ اگر عائشہ صدیقی اسقاطِ حمل نہ کراتی اور ڈی این اے ٹیسٹ سے ثابت ہوجاتا کہ شعیب ملک ملوث ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ شعیب یا تو انسان بن کر اقرار کرلیتا یا پھر قانون کے تحت فوجداری مقدمہ کا سامنا کرتا۔ شعیب ملک میڈیا پر مسلسل انکار کرتا رہا کہ عائشہ سے اس کا نکاح ہوا ہے مگر بالآخر اُس نے 'طلاق' دے کر اس معاملے کو نمٹانے میں عافیت سمجھی۔ جب اُس نے مان لیا کہ اس کا نکاح تھا تو پھر اس نے یہ اعتراف بھی کرلیا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر پاکستان میں ایک لڑکا، ایک پاکستانی لڑکی کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتا ہے، تو کیا میڈیا اس کو ہیرو اور اسٹار بنا کر پیش کرے گا اور قوم کو اس کے بارے میں پاگل کر دینے والی کوریج دکھائے گا؟ کیا ایسا کرکٹر ایک مسلمان اور نظریاتی ملک کی نوجوان نسل کے لیے 'ہیرو' کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے؟ یہ ذرا سنجیدگی سے غور کرنے والی بات ہے۔ کیا یہ کسی قومی کھلاڑی کی غیر ملکی لڑکی سے پہلی شادی ہے جو اس قدر دیوانگی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے! اس سے پہلے عمران خان نے جمائمہ سے شادی کی۔ کرکٹ کے مشہور کھلاڑی وسیم راجہ آسٹریلیا سے ایک سفید فام خاتون کو بیاہ لائے جس کا نام عائشہ رکھا گیا۔ مدثر نذر نے بھی ایک غیر ملکی گوری خاتون سے شادی کی۔ محسن خان نے رینا رائے سے ازدواجی بندھن قائم کیا۔ رینا رائے بھارت کی مشہور اداکارہ تھی۔ سرفراز نواز نے اداکارہ رانی سے معاشقہ کے بعد شادی کی تھی۔ ان شادیوں کو میڈیا نے اس قدر کوریج نہیں دی تھی تو آج کیا خاص حالات پیدا ہوگئے ہیں جن سے مجبور ہوکر شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کو اس قدر ہوا دی جارہی ہے؟

اگر ہماری قوم اور میڈیا کے وابستگان کا حافظہ کمزور نہیں ہے تو ہم یاد دلاتے ہیں کہ ثانیہ مرزا مغربی میڈیا کی توجہ کا باعث کیونکر بنی؟ آج سے چار پانچ سال پہلے جب ثانیہ مرزا ٹینس کی کھلاڑی کے طور پر سامنے آئی تو بھارت کے مسلمانوں نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا۔ انہیں اعتراض تھا کہ ایک مسلمان لڑکی کے لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ 'شارٹ' کپڑے پہن کر ٹینس کھیلے۔ وہ اسے عورت کے لباس کے متعلق اسلام کی تعلیمات کے منافی سمجھتے تھے۔ مغربی لبرل ازم کے علمبرداروں نے اسے لبرل روایات پر حملہ سمجھا اور ثانیہ مرزا کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے۔ امریکہ اور یورپ کے ٹی وی چینلز اور اخبارات میں ثانیہ مرزا کے حق میں زبردست مہم شروع کی گئی۔ امریکہ کے صدر جارج بش نے ثانیہ مرزا کو ساؤتھ ایشیا کے ترقی پذیر معاشرے کی نوجوان لڑکیوں کے لیے رول ماڈل قرار دیا اور اس کی بھرپور تعریف کی۔ ثانیہ مرزا پر تنقید کرنے والوں کو رجعت پسند اور جدید ترقی کا دشمن قرار دیا گیا۔ ثانیہ مرزا جہاں بھی کھیلی، اس کی بھرپور تشہیر کی گئی۔ ومبلڈن ٹینس چمپئن شپ میں جب وہ کھیلنے گئی تو عالمی میڈیا کی آنکھ کا تارا بنی رہی۔ اُسے مشہور اور اہم ترین کھلاڑیوں سے زیادہ کوریج ملی۔ البتہ وہ کوئی خاص کارکردگی نہ دکھا سکی۔ پہلے ہی راؤنڈ میں شکست کھا کر باہر ہوگئی۔

برطانوی اخبار 'گارڈین' نے اُس کی شکست پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ وہ ومبلڈن کی گراؤنڈ میں شکست کھا گئی ہے مگر ساؤتھ ایشیا کے تہذیبی میدان میں اُس نے اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ اُس نے اپنے سماج کی پرانی فرسودہ روایات کو توڑ کر نئی نسل کے لیے آگے بڑھنے کی نئی راہیں ہموار کردی ہیں۔ مختصراً یہ کہ مغرب جو ترقی پذیر معاشروں بالخصوص اسلامی معاشروں کی عورتوں کو گھروں سے نکال کر ہر میدان میں مردوں کے برابر لاکھڑا کرنا چاہتا ہے، ثانیہ مرزا کی صورت میں اُسے ایک دلچسپ تشہیری گڑیا ہاتھ لگی۔

۲۲؍اپریل کو جب شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی جوڑی کراچی ایئرپورٹ پر اُتری تو چاہنے والوں کا ایک ہجوم پہلے سے ان کے انتظار میں تھا۔ ایک دن پہلے سے ٹی وی چینلز پر Tickers چل رہے تھے جن میں ان کی آمد کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی۔ عوام کا ایک طبقہ ایسا ضرور ہوتا ہے جو میڈیا کی تشہیر کا غیر معمولی اثر قبول کرتا ہے۔ یہ معاملات پر کوئی زیادہ غوروخوض کا قائل نہیں ہوتا۔ یہ تماش بینی کے مواقع کو

www.KitaboSunnat.com

حتی الامکان کوشش کے ذریعے انجوائے کرنا پسند کرتا ہے۔ پوری دنیا میں میڈیا کے غیر سنجیدہ عناصر ان کے جذبات کا استحصال کرکے اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔ کراچی ایئرپورٹ پر جو مناظر دکھائے گئے، اس سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ میڈیا زبردستی hype پیدا کررہا ہے۔ ثانیہ مرزا گھبرائی ہوئی بلی کی طرح پریشان نظر آتی تھی اور شعیب ملک کے چہرے سے بھی پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اُنہیں خود معلوم نہیں ہورہا تھا کہ آخر ان کی شادی کو اتنی زیادہ تشہیر کیوں دی جارہی ہے؟ دونوں ایک صوفے پر بیٹھے اداس و پریشان نظر آتے تھے۔ ابھی وہ کراچی ایئرپورٹ پر اسلام آباد جانے والی رابطہ کی پرواز کے منتظر تھے کہ میڈیا پر خبریں آنا شروع ہوگئیں کہ اسٹارز کی اس جوڑی کو سربراہِ ریاست کا پروٹوکول دیا جائے گا۔ اسلام آباد میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی طرف سے ان کے اعزاز میں عشائیہ دینے کے انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔ خبر دی گئی کہ ایوانِ صدر میں بھی ان کو استقبالیہ دیا جائے گا۔ کمال یہ ہے کہ اس دوران ایک معروف ٹی وی چینل (جیو) لاہور میں آواری ہوٹل کے مناظر پیش کررہا تھا جہاں پر ایک دن کے بعد ان 'شاہی مہمانوں' نے قیام کرنا تھا۔ اس ہوٹل کا وہ سیلون دکھایا جارہا تھا جس کی ان کے لیے صفائی اور آرائش ہورہی تھی، بتایا جارہا تھا کہ یہ وہ سیلون ہے جس میں سربراہانِ ریاست قیام کرتے ہیں اور اس کا ایک دن کا کرایہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔ اس سیلون کے واش روم کو بھی ناظرین کو دکھانا ضروری سمجھا گیا۔ خوبصورت اور مہنگے فرنیچر اور کلاسیکل اشیا کی نمائش کی جارہی تھی۔ سیکورٹی کے انتظامات کو بیحد مبالغہ آمیز انداز میں رپورٹ کیا جارہا تھا۔ ناظرین حیران ضرور ہوئے ہوں گے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں کیا جارہا ہے۔ اس کی ضرورت کیا ہے؟ دیکھتے ہی دیکھتے دیگر ٹی وی چینلز بھی میدان میں کود پڑے اور باقی ساری دنیا جہاں کی خبریں چھوڑ کر ستاروں کی اس جوڑی کی خبریں دینے میں مصروف ہوگئے۔ راقم الحروف بھی اہل پاکستان کی طرح حیرت میں ڈوبا یہ منظر دیکھتا رہا۔ بقول غالب

ع خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے

۲۴/اپریل کو خبر چلی کہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر سے بھی ملے ہیں۔ موصوف نے کمال مہربانی سے شعیب ملک کو بھارت یاترا کا ایک سال کا ویزا عطا کیا۔ باخبر لوگ بھارت کے ویزا کے حصول میں حائل مشکلات سے واقف ہیں۔ اُنہیں بھی بھارتی سفیر کی اس 'دریا دلی' پر حیرانگی ضرور ہوئی ہوگی۔ ابھی تو چند روز پہلے بھارت میں شعیب ملک کے خلاف مقدمات اور اس کی ممکنہ گرفتاری کی خبریں چل رہی تھیں اور یکا یک فلک نے یہ کیا انقلاب دیکھا کہ پورے سال کا ویزا عطا کیا جارہا ہے۔ کیا یہ سب رواروی میں ہوگیا؟ ایسا ہوتا نہیں ہے......!!

جس دن شعیب اور ثانیہ کی جوڑی کا کراچی میں ورودِ مسعود ہوا، اُسی دن لاہور ایئرپورٹ پر 'امن کی آشا' کا قافلہ بھی پورے طمطراق کے ساتھ اُترا، یا زیادہ درست یوں ہوگا کہ اُتارا گیا۔ کیا یہ محض حسن اتفاق تھا کہ ان دو قافلوں کے لیے ایک ہی دن چنا گیا۔ آپ بھلے سے اسے حسن اتفاق کہیے، مگر واقعاتی شہادتیں اسے منصوبہ بندی کا نام دیں گی۔ ہمارے خیال میں اس 'حسن اتفاق' کو پیدا کرنے کے لیے بہت ساری منصوبہ بندی کی ضرورت پیش آئی ہوگی۔

آج سے چند سال پہلے جب امریکہ کے صدر بل کلنٹن کا جہاز جس دن اسلام آباد ایئرپورٹ پر لینڈ کرنا تھا، عین اُسی دن واہگہ بارڈر پر نرمیلا دیش پانڈے کی سربراہی میں بھارتی این جی اوز کی خواتین

www.KitaboSunnat.com

کا سفارتی قافلہ بھی نمودار ہوا تھا جس کے استقبال کے لیے پاکستان کی این جی اوز کی خواتین نے والہانہ انداز میں کیکلی کا رقص پیش کیا تھا۔ اس دفعہ جو بھارتی وفد آیا ہے اس کی قیادت ایک ریٹائرڈ ایڈمرل فرما رہے ہیں، ان کے ساتھ بھارتی افواج کے ریٹائرڈ افسر اور دانشور آئے ہیں۔

'امن کی آشا' کے اس وفد کی آمد کو ذرا ان بیانات سے ملا کر پڑھیے جس میں کہا جا رہا ہے کہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی دونوں ممالک کے درمیان بہتر تعلقات کے قیام کے لیے معاون ثابت ہوگی۔ یہ سارے واقعات ایک ہی ڈرامے کے مختلف ایکٹ نظر آتے ہیں۔ اس ڈرامے کا پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کون ہے؟ اگر یہ راز طشت از بام ہوجائے تو پھر اس ڈرامے کی ساری سنسنی خیزی ختم ہوجائے گی۔

۲۵/اپریل کو نئے شادی شدہ جوڑے کو سیالکوٹ میں استقبالیہ دیا گیا۔ اس استقبالیے کے اسٹیج کو تیار کرنے کے لیے ۲۰ لاکھ روپے خرچ کئے گئے، مکمل خرچہ یقیناً کروڑوں میں ہوگا۔ اس کے کارڈز دس دس ہزار میں بلیک میں فروخت ہوئے۔ کھانوں کی اقسام اور لذتوں کا جو بیان میڈیا میں آتا رہا، اچھے خاصوں کی رال ٹپکانے کے لیے کافی تھا۔ کیا ایسی تقریبات میں ون ڈش کی پابندی ضروری نہیں ہے؟ اس کی وضاحت کے متعلق عوام کو کچھ نہیں بتایا گیا۔ یہ استقبالیہ اس قدر بدانتظامی اور ہڑبونگ کا شکار ہوگیا کہ ثانیہ مرزا روپڑی اور اپنے دلہن ہونے کا احساس کئے بغیر شعیب ملک سے اُلجھ پڑی کہ وہ اسے کس مصیبت میں لے آیا ہے؟ اخبارات اور ٹی وی چینلز نے رپورٹ کیا کہ ثانیہ مرزا کے والدین نے احتجاجاً سیالکوٹ میں شعیب ملک کے گھر جانے سے معذرت کرلی اور لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔ شعیب ملک بھی پھٹ پڑا۔ اس نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا: ''آخر ہمارے ہاں لیڈیز کے ساتھ اس طرح چمٹ کر نہیں چلا جاتا، لیڈیز کا خیال کرنا چاہیے۔'' ہم یہی کہیں گے:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا !؟

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا میڈیا میں اس فقید المثال کوریج کے بعد خوشی سے پاگل ہوگئے ہوں گے، ان کے قدم زمین پر نہیں ٹکتے ہوں گے، وہ اپنے آپ کو کسی کوہ قاف جیسے پرستان کے باسی سمجھنا شروع ہوگئے ہوں گے۔ شاید ایسا نہیں ہوا۔ ایک حد تک تو اُنہیں خوشی ضرور ہوتی، مگر پاپارازیوں (صحافی، کیمرہ مین) نے جب اُنہیں اپنے نرغے میں لے لیا تو ان کے اعصاب نے جواب دے دیا۔ ان کی باڈی لینگویج سے یوں لگتا تھا جیسے وہ شدید نفسیاتی خوف اور بے چینی کا شکار تھے۔ ثانیہ مرزا کہہ چکی تھی کہ وہ پاکستان کی بہو نہیں، صرف شعیب کی بیوی ہے، مگر اس کا یہ بیان بھی پاپارازیوں کو دور ہٹانے میں مؤثر ثابت نہ ہوا۔ آج سے چند سال پہلے شہزادی ڈیانا بھی انہی پاپارازیوں کے مجنونانہ تعاقب کی وجہ سے حادثے کا شکار ہوئی تھی اور جان دے بیٹھی تھی۔

یہ بات ایک حقیقت ہے کہ جب کسی کو میڈیا میں اتنا زیادہ فوکس کردیا جائے، تو وہ دہشت گردوں کے لیے ہائی ویلیو ٹارگٹ بن جاتا ہے۔ شاید یہ بات بھی ثانیہ مرزا اور اس کے خاندان کو پریشان کررہی تھی۔ یہی شعیب ملک جو چند مہینے پہلے لاہور جیسے شہر میں آزادانہ پھرا کرتا تھا، جب ثانیہ مرزا کے ساتھ آیا تو فائیو سٹار ہوٹل میں محصور ہوکر رہ گیا اور پولیس کی اجازت کے بغیر اپنی بیوی کو لاہور دکھانے کے لیے باہر تک نہیں نکل سکتا تھا۔

پاکستانی عوام کے ذہنوں میں بہت سے سوالات جنم لے رہے ہیں مگر ان کے جوابات کوئی نہیں دے

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ وہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارے میڈیا نے ایک شادی جیسے ذاتی مسئلہ کو اس قدر تشہیر کیوں دی؟ کیا اس میں ان کا کوئی مالی مفاد وابستہ ہے؟ اُنہیں اپنی ہردل عزیزی بڑھانے کے لیے اس واقعہ کو اچھالنے کی ضرورت پیش آئی؟ کیا کسی بین الاقوامی طاقت یا ایجنسی نے اُنہیں یہ ایجنڈا دیا ہے؟ آخر یہ ایجنڈا کیوں دیا گیا، کیا یہ کوئی سازش ہے؟ کیا میڈیا کے ذمہ داران پاکستانی عوام کو خوشی کے مواقع دکھا کر ان کی ذہنی پریشانی کو کم کرنے کے مشن کو پورا کررہے تھے؟ کیا واقعی اس طرح کی میڈیا کی دیوانگی سے پاکستانی عوام کی پریشانیاں کم ہوسکتی ہیں؟ کیا پاکستانی عوام جو اس وقت شدید مہنگائی اور مالی پریشانیوں کا شکار ہیں، ان کے لیے اس 'گلیمر' اور بے جا اسراف میں کوئی دلچسپی اور جمالی کا عنصر پایا جاتا ہے؟ کیا ہمارے معاشرے میں 'گلیمر' ہی سب کچھ ہے، دیگر تہذیبی اقدار کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟ کیا ہمارا میڈیا یورپی میڈیا کے اتباع میں اس طرح کے پروگرامات پیش کرنے کا کوئی جواز رکھتا ہے؟ کیا کسی کی ذاتی زندگی میں اس طرح کی مداخلت جائز ہے؟

ایک نان ایشو کو آخر اتنا بڑا ایشو بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ آواری ہوٹل کا فلور نمبر ۸ پورے کا پورا کئی دنوں کے لیے بک کرایا گیا ہے، یہ اخراجات کون برداشت کررہا ہے؟ شعیب ملک اگر اتنا دولت مند ہوتا، تو میڈیا والوں کو اپنے ولیمے کی کوریج کے لیے حقوق خریدنے کے لیے ساڑھے تین کروڑ کی بات کیوں کرتا؟ اگر شعیب ملک کے پاس اس قدر زیادہ دولت ہے، تو کیا وہ انکم ٹیکس بھی ادا کرتا رہا ہے؟ اگر یہ سارے اخراجات کسی اور نے اٹھائے ہیں، تو ان کے تقدس مآب چہرے سے نقاب اُلٹنا چاہئے؟ پھر اُنہیں یہ بھی بتانا چاہئے کہ اتنی بڑی رقم کس توقع پر خرچ کرڈالی ہے؟

اخباری اطلاعات کے مطابق انڈیا کے کسی بھی چینل یا کسی بھی آرٹسٹ نے اس شادی کو اہمیت نہیں دی۔ کشور ناہید جو انڈیا سے واپس آئی ہیں، لکھتی ہیں:

''معلوم نہیں جان بوجھ کر بائیکاٹ کیا گیا تھا، ہندوستانی چینل اس خبر کو اہمیت ہی نہیں دے رہے تھے۔''

(جنگ ۲۴؍اپریل ۲۰۱۰)

ہمارے ایک لبرل دانشور ایاز امیر صاحب نے میڈیا کی غیر معمولی دلچسپی کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ''حالیہ دہائی میں برصغیر میں کوئی اسپورٹس سیکس سمبل ہوئی ہے تو وہ کروڑوں دلوں کی دھڑکن ثانیہ مرزا کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں۔'' میر صاحب نے تو اپنی طرف سے تعریف کی ہے، مگر ہمارا خیال ہے کہ ثانیہ مرزا کے والدین اپنی بیٹی کو اور شعیب ملک اپنی بیوی کو 'سیکس سمبل' کے طور پر پیش کرنا پسند نہیں کریں گے۔ شاید میر صاحب سیکس کو Gendre کے معنوں میں لے رہے ہیں۔ ثانیہ مرزا بھی اتنی لبرل نہیں ہے جو ان ریمارکس کو قبول کرے۔ وہ اپنے انٹرویوز میں کہہ چکی ہے کہ 'شارٹ' کپڑے پہن کر کھیلنا گناہ ہے اور وہ اپنے خدا سے اس کی معافی مانگ چکی ہیں، وہ اللہ سے معافی کی اُمید رکھتی ہیں۔'' جو لڑکی گناہ اور ثواب کا یہ تصور رکھتی ہو وہ 'سیکس سمبل' کہلانا شاید پسند نہ کرے۔ مگر ہمارے لبرل دانشور مغربی میڈیا کے اتباع میں اپنے ذہنوں میں اس کے 'سیکس سمبل' ہونے کا غلط تصور قائم کئے ہوئے ہیں۔

شعیب ملک کا بہنوئی عمران ظفر جو اس کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتا رہا ہے، سیالکوٹ میں استقبالیہ تقریب کے دوران آخر کار چیخ اُٹھا کہ خدا کے لیے میڈیا سرکس بند کرو۔ (جنگ) انصار عباسی واحد صحافی ہیں جنہوں نے صحافیوں کی زیادتی پر توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''شعیب ملک اور ثانیہ مرزا بھی میڈیا کی اس

www.KitaboSunnat.com

دیوانگی سے پریشان اور ہراساں نظر آرہے تھے، جب ٹی وی چینل دیکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد میڈیا کی اس دیوانگی سے تنگ آچکی ہے تو نجانے جن پر گزر رہی ہے، ان کا اصل میں کیا حال ہوگا۔ جب سے شعیب ثانیہ کی شادی کی خبر آئی ہے، اس وقت سے الیکٹرانک میڈیا نے پوری قوم کو ایک ہیجان میں مبتلا کررکھا ہے۔''

(جنگ ۲۶/اپریل ۲۰۱۰)

ہم سمجھتے ہیں کہ اس سارے ہیجان میں پاکستانی قوم، شعیب اور ثانیہ، ان کے عزیزوں اور حتیٰ کہ ان پاپارازی صحافیوں کا بھی استحصال ہوا ہے جنہیں دن رات ان کے تعاقب پرلگایا گیا ہے۔ بہت جلد ہی شعیب اور ثانیہ مرزا کو احساس ہوجائے گا کہ ان کی ذاتی شادی کی تقریب کو کن قوتوں نے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ اُنہیں خود سمجھ آجائے گی کہ وہ اتنے بڑے ہیرو اور اسٹار نہیں ہیں جتنا اُنہیں بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ پاپارازی صحافی بے حد پیشہ وارانہ مسابقت سے اس شادی کو کوریج دے رہے ہیں۔ وہ شاید اسے اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ شاید اُنہیں علم ہوجائے کہ ان سے یہ ٹاسک کیوں لیا جارہا ہے؟ اُنہیں ہندوستان جاکر ثانیہ مرزا کے گھر کے سامنے ڈیرے ڈال کر پڑا رہنے کو کیوں کہا گیا؟ اور پھر ان سے فائیوسٹار ہوٹل کے باتھ روم تک کی فوٹو گرافی کیوں کرائی گئی، وہ تو بے چارے کیمرے کے مزدور ہیں، اصل قصوروار وہ ہیں جنھوں نے اُن سے یہ سب مشن پورا کرایا ہے۔

بالکل اسی طرح کا ایک مشن افغانستان میں بھی پورا کرایا جارہا ہے۔ جو مشن ڈیزی کٹر بموں کے حملوں سے پورا نہیں ہوا، اُسے اب کیمرے کی آنکھ سے پورا کیا جارہا ہے۔ گذشتہ ایک ماہ سے نیشنل جغرافک ٹی وی نے افغانستان کے بارے میں ایک دستاویزی فلم بار بار دکھائی ہے۔ اس کا عنوان ہے 'فن اسٹار' (Fun star)۔ اس فلم میں افغانستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو تربیت دے کر ان سے موسیقی کے مقابلے کرائے گئے۔ فلم کا مقصد طالبان کی وحشیانہ تہذیب کو بدل کر مغرب کی روشن خیال تہذیب کو نوجوان نسل میں متعارف کرانا ہے۔ یہاں تفصیلات کی گنجائش نہیں ہے۔

۹/۱۱ کی شام کو امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے دہشت گردی کے بعد قوم سے اپنے پہلے خطاب میں کہا: ''امریکہ کو ان حملوں کا ہدف اس لیے بنایا گیا ہے، کیونکہ ہم آزادی کی روشن ترین کرن ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکی عوام پوچھتے ہیں: آخر وہ ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ دہشت گرد ہم سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ہم جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے مذکورہ حملوں کو انسانی تہذیب ،اعلیٰ امریکی اقدار اور آزادی پر حملہ قرار دیا۔''

امریکہ اقدار میں سے اہم ترین قدر 'سرمایہ دارانہ صارفیت' ہے۔ وسیع پیمانے پر پروڈکشن کا فائدہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب وسیع پیمانہ پر کھپت بھی ہو۔ اس کے لیے انڈیا اور پاکستان جیسے بڑی آبادیوں کے ممالک کی مارکیٹ پر قبضہ ضروری ہے۔ چونکہ صارفیت کا زیادہ انحصار عورتوں پر ہے، اس لیے اُنہیں مارکیٹ میں لانا ضروری ہے۔ عورتوں کے رویے بدلنے کے لیے 'رول ماڈل' کی تلاش رہتی ہے۔ اگر ثانیہ مرزا جیسی لڑکیوں کو رول ماڈل بنا کر پیش کیا جائے تو روایتی معاشروں میں تہذیبی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ شعیب ثانیہ کی شادی اور میڈیا کے کردار کو اس مرکزی خیال کے بغیر سمجھنا مشکل ہے۔

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں!

......❊❊❊......

www.KitaboSunnat.com

بازگشتِ اعتزال و اِرتداد☆

بر خلافِ نصِ قرآں، یہ مذاقِ اجتہاد　　دیدنی ہے بازگشتِ اعتزال و اِرتداد !
مکر وفن کا کھیل ہے ان کی بساطِ استناد　　دامنِ رنگیں ہے جس کا مصدرِ شرّ و فساد
مدعی تو گویا 'دانشور' ہیں سب اسلام کے　　رنگِ دانش نے کیا لیکن عیاں کذب وعناد
حاشیہ بردار ہیں طاغوت کے یہ 'دیدہ ور'　　اَوّلیں ترجیح ان کی جاہ و منصب کا مفاد
گمرہی میں پیش قدمی، ان کو ہے وجہِ نشاط　　کہہ رہے ہیں اہل شر، ہر آن اُن کو زندہ باد!
پیروانِ نفس ہیں، فرزانِ گانِ رنگ رنگ　　ان کے ہر تارِ نفس کا زیر و بم ہے 'اجتہاد'
شور افزودہ رہی ان کی بنائے تربیت　　اختلالِ فکر نے کی ثبت اس پر مہر صاد
ان کا اندازِ نظر، برگشتہ منظر ہو گیا　　وجہِ تسکین ان کو ہیں اب کج رَوی کے گرد باد
لائقِ مشق جراحت ہے یقیناً وہ دماغ　　جس کے کل پُرزوں میں ہوا ایسا خلل، ایسا فساد
ان کے رشحاتِ قلم کا تجزیہ تو کیجئے　　کس قدر مسموم ہے الفاظ کا بست و کشاد
فکر باطل سے یہ شوقِ اشتراک، آخر ہے کیا؟　　مظہرِ فہمِ سقیم و مورَدِ صد انتقاد!
اَخذ و استنباط ان کا، شرپسندی کا نقیب　　طرزِ استدلال و تاویل، اس پر اَمرِ مستزاد
ان کی تحقیقی روش ہے اک جہانِ طُرفہ تر　　ہر خزف ریزے کو ہے کیا کیا جنونِ اجتہاد!
ترجمانِ دشمناں ہیں یہ محقق، یہ ادیب　　خانہ براندازِ ملت، ننگِ دین و کج نہاد!
سیکڑوں برخود غلط، ایسے 'سکالر' ہیں یہاں　　جن کی تحریریں اُگلتی ہیں عجب زہرِ فساد
بے خطر محوِ سفر ہیں، صاحبانِ صد نقاب　　کس قدر عیار ہیں یہ شاطرانِ اقتصاد
گاہے تصنیفِ کتب، گاہے جرائد میں مگن　　گاہے یہ کرتے ہیں علمی مجلسوں کا انعقاد
شوشہ خیز و فتنہ پرور، نکتہ چین و رخنہ گر　　در پئے مسلم تشخص، ایں گروہِ شر نہاد!
وحدتِ اَدیان بھی ہے ان کا سرابِ زرنگار　　بر بنائے کہنگی ہے گو رہینِ امتداد
یہ بنام اجتہاد، ایسی مہم کے ہیں نقیب　　جلوہ گر ہیں خودسری کے جس میں صدہا گرد باد
ایسے استشراق پیشہ گرم رَو ہیں ہر طرف　　آرزو جن کی یہ ہے، اسلام ہو زیر خراد
شاہ سے دو ہاتھ آگے، افسرانِ خوش خرام　　یہ نگہدارانِ غایاتِ خفی، باطل نژاد!
مفسدہ پرداز وطالع آزما ہیں یہ مگر　　بارہا اسلام نے دیکھے ہیں ایسے گُرگ زاد
کیا تعجب ہے تماشائی ہیں اہل اقتدار　　کیا نہیں منظور انہیں شرّ وفتن کا انسداد!
بے قرارِ دُزد خواہی، جب متاعِ خویش ہو　　پھر تہی دامن معانی سے نہ کیوں ہو اعتماد
فتنہ و آشوب سے ہر دم بچا، پروردگار!　　یہ متین بے نوا ہے مستغیث خوش معاد

☆اسلامی نظریاتی کونسل کے مجلّہ اجتہاد ⑥ کی تقریبِ رونمائی لاہور ۹؍اپریل ۲۰۱۰ء کے موقع پر ایک تاثراتی نظم

www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگاں

حافظ حسین اَزہر

حافظ عبد اللہ حسین روپڑیؒ کا سانحۂ ارتحال

۴/اپریل ۲۰۱۰ء بروزاتوار بوقت ۹ بجے صبح شیخ التفسیر حافظ محمد حسین امرتسری روپڑیؒ کے بڑے بیٹے حافظ عبد اللہ حسین روپڑیؒ ۷۷ برس کی عمر میں کراچی میں انتقال کر گئے جن کی نمازِ جنازہ ان کے بہنوئی پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں نے روپڑی خاندان کے زیر اہتمام ڈیفنس کالونی، کراچی کی جامع مسجد عمر بن عبد العزیز میں اسی روز بعد نمازِ مغرب پڑھائی اور اُنہیں نئ تعمیر کردہ کالونی 'گلشن معمار' میں ۱۰ بجے رات سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون!

برصغیر پاک وہند میں جن خاندانوں کو ان کی دینی، علمی اور تبلیغی خدمات کے باعث شہرت دوام ملی، ان میں غزنوی، لکھوی اور روپڑی خاندان سرفہرست ہیں۔ حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ اور شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑیؒ کا شمار اس خاندان کے اکابر علماء اساتذہ میں ہوتا ہے۔ اس خاندان کے دیگر مشاہیر انہی دو شخصیتوں کے شاگرد ہیں، جن میں سے ان دونوں کے بھتیجے حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور حافظ عبد القادر روپڑیؒ پورے برصغیر میں ایک عرصہ شمس و قمر تاباں بن کر چمکتے رہے۔ اب یہ تمام حضرات گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہیں۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ اور حافظ محمد حسین روپڑیؒ کی علمی اور اصلاحی خدمات مسلک اہل حدیث کا ایک روشن باب ہیں اور وہ زندگی بھر سلفی مکتبِ فکر کی تحریک کے نقوش نمایاں کرتے رہے۔ حافظ محمد حسین روپڑیؒ کی عوام میں زیادہ شہرت نہ ہوسکی جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ایک تو وہ خالص علمی مزاج رکھتے تھے۔ اگرچہ علمی مجلسوں اور مناظروں میں گاہے شریک ہوتے، لیکن دیگر تدریسی اور کاروباری مصروفیات کی وجہ سے عوامی جلسوں میں نہ جاتے تھے۔ کیونکہ وہ نہ صرف معاشی اعتبار سے خود کفیل ہو کر تعلیمی اور تحقیقی کام کرنا چاہتے تھے بلکہ اپنے

www.KitaboSunnat.com

شاگردوں اور مقتدیوں میں تحریک بھی چلایا کرتے تھے کہ اگر وہ دینی کام کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں تو اپنے لئے معاش کا الگ انتظام کریں۔

اُن کی اس سوچ کا پس منظر یہ تھا کہ برطانوی سامراج کے برصغیر پر تسلط کے بعد مسلمانوں کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان میں ایک بڑی مصیبت مسلمانوں کی ابتر معاشی حالت تھی۔ برطانوی سامراج بخوبی جانتا تھا کہ مسلمان اپنے جذبۂ جہاد کی بنا پر پوری طرح زیر نگیں نہیں ہوسکتے، اس لیے اُنہیں معاشی طور پر مفلوج کرکے ہی غیر مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سامراج نے پہلے ۱۸۳۸ء میں تمام مسلم اوقاف قبضے میں لے کر مسلمانوں کے روایتی تعلیم وتربیت کے اداروں کی کمر توڑنے کی کوشش کی، بعد ازاں تقریباً ہزار سال تک برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے زیرنگیں رہنے والے ہندو اور دیگر مذاہب والوں کو بالادستی دینے کی سازشیں کرتا رہا جن میں سرکاری ملازمتوں سے خاص طور پر مسلمانوں کو محروم رکھ کر دوسروں کو زیادہ سے زیادہ نوازا جاتا بلکہ مسلمانوں کی دینی وروایتی تعلیم کے فضلا کو اس حد تک نظر انداز کیا جاتا رہا کہ دینی حلقوں کے تعلیم یافتہ حضرات کو خواندہ بھی شمار نہ کیا جاتا جب تک کہ وہ سرکاری امتحانات 'مولوی فاضل' وغیرہ پاس نہ کرلیں۔

اپنی خودداری کی بنا پر حافظ محمد حسین روپڑیؒ نے مولوی فاضل کا امتحان بھی امتیازی حیثیت سے پاس کیا اور معاشی خود کفالتی کے لیے رسمی طور پر علوم وفنون سے فراغت کے بعد کوئی نہ کوئی صنعتی یا تجارتی کاروبار بھی اپنایا جن میں صابن سازی سے لے کر پولٹری فارم اور ڈیری فارم وغیرہ شامل ہیں۔ بالآخر پارچہ بافی کے لیے 'رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز' کی صورت میں اپنا کاروبار مستحکم کیا۔ برصغیر پاک وہند کی تقسیم سے قبل امرتسر میں اُن کی مذکورہ فیکٹری بڑے عروج پر تھی جبکہ پاکستان بننے کے بعد بھی یہی کاروبار لاہور میں 'قذافی سٹیڈیم' کے بالمقابل ۲۷۰؍ فیروز پور روڈ پر قائم کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں یہ فیکٹری اچانک آگ لگنے سے تباہ ہوگئی۔ اس کی دوبارہ تعمیر اس انداز سے کی گئی کہ وہاں دینی تعلیم اور صنعتی کاروبار بہ یک وقت ممکن ہوسکے۔

گویا شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑی کی شخصیت علم وعمل کا حسین امتزاج تھی۔ چنانچہ اُنہوں نے معاش اور معاد کے دونوں تقاضے بھرپور طریقے سے پورے کرنے کی کوشش کی۔ ا ن کے منجھلے بیٹے حافظ عبدالرحمٰن مدنی اپنے دینی، تعلیمی، تحقیقی، دعوتی اور رفاہی وغیرہ سارے

کام ۱۹۸۰ء تک اسی جگہ 'مدرسہ رحمانیہ' اور ملحقہ اداروں کی صورت میں انجام دیتے رہے۔ ان تمام خدمات میں جس شخص نے بہت زیادہ حصہ لیا، وہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے برادرِ اکبر حافظ عبداللہ حسین روپڑیؒ ہی تھے جن کے دل میں اپنے باپ کا مشن ہر دم موجزن رہتا۔ وہ جب تک لاہور میں رہے، اپنے والد مرحوم کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔ وہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی کا اس طرح سہارا بنے کہ اُنہیں حافظ عبداللہ حسین نے کافی حد تک کاروبار کی اُلجھنوں اور مصروفیتوں سے فارغ کر رکھا تھا اور دینی اداروں کو چلانے کے لیے دونوں بھائی ایک عرصہ مدرسہ رحمانیہ سے ملحق کچی عمارتوں میں سکونت پذیر رہے۔

کراچی منتقل ہونے کے بعد بھی حافظ عبداللہ حسین دین ودنیا کو مجتمع کرنے میں کوشاں رہے۔ پہلے پائپ کے خاندانی کاروبار کے ساتھ بہار کالونی کی جامع مسجد اہل حدیث میں اپنے تبلیغی مشن کو نبھاتے رہے، جہاں حافظ عبدالغفار روپڑی ان کے دستِ راست رہے پھر وہاں سے نقل مکانی کر کے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، کراچی کی جامع مسجد عمر بن عبدالعزیز میں اس مشن کے لیے کوشاں ہوئے۔ چنانچہ اسی مسجد سے ملحقہ عمارت میں 'جامعہ باب الاسلام' بھی قائم کیا جس کا افتتاح اُس وقت کے گورنر سندھ محمد میاں سومرو کے ہاتھوں ہوا۔

موصوف کی زندگی بھر یہ کوشش رہی کہ وہ اپنے والدِ گرامی کی طرح بن جائیں۔ واقعی وہ اپنے ظاہری حسن وجمال اور بارعب شخصیت کی بنا پر اپنے والد کا پرتو ہی نظر آتے تھے۔ معنوی طور پر وہ جن خاص خوبیوں کو اختیار کیے ہوتے تھے، ان کو دیکھ کر ان کے والد مرحوم کی نماز اور دعا کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ وہ بڑی لمبی نماز پڑھا کرتے اور سحر خیزی کے ساتھ اشراق میں بھی رقت آمیز دعاؤں کا اہتمام کرتے۔ ان کا ایمان تھا کہ دعا کے ساتھ ہر تکلیف ٹل جاتی ہے اور ہر خواہش پوری کی جاسکتی ہے۔ اسی لیے موقع بہ موقع حج اور عمرے بھی کرتے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة» (صحیح بخاری:۱۷۷۳)

''ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ، دونوں کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے ماسوا کچھ نہیں ہے۔''

۱۹۸۰ء میں جب وہ بہار کالونی کی مسجد کے منتظم تھے کہ اچانک ان کا اپنڈیکس پھٹ گیا جس کا زہران کے پورے جسم میں پھیل گیا۔ اسی تشویش ناک حالت میں جب ان کو تسلی دی جاتی تو کہتے کہ میں نے اس واقعہ سے پہلے سحری کے وقت دل سے دعا کی تھی۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور صحت دیں گے۔ اسی ایمان کی بدولت وہ صحت یاب ہوکر اپنی بھرپور جوانی میں واپس آگئے۔

اپنے والدِ گرامی کی طرح وہ عنفوانِ شباب سے ہی جسمانی ورزش کے عادی تھے جس میں ڈنڈ پیلنا اور بیٹھکیں نکالنا ان کا معمول تھا۔ اس لیے بڑے طاقتور اور سخت جان تھے۔ ہمیشہ خواہش کرتے کہ ان کی یہ طاقت جہاد فی سبیل اللہ میں کام آئے۔ اس کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے اور جب باطل کے بالمقابل حق کی حمایت کے لیے ڈٹ جاتے تو مخالفین پر ان کا رعب طاری ہوجاتا۔ خوش خوراک اور خوش لباس بھی تھے، کیونکہ ارشاد نبویؐ ہے:

«المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف»

''طاقتور مؤمن ضعیف مؤمن سے بہتر اور اللہ کا پسندیدہ ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم:۴۸۱۶)

اپنے وعظوں میں دنیا اور آخرت دونوں کی نعمتوں کا حصول اپنے حاضرین کے سامنے رکھا کرتے اور واضح کرتے کہ دنیا آخرت کے حصول کا ذریعہ بننی چاہیے، لہٰذا انسان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھا کر دین کے لیے وقف کرنا چاہیے۔ چونکہ برے حال کی درویشی یعنی گھر گھر پھر کر کھانا اکٹھا کرنا، پسندیدہ کام نہیں۔ اسلام ہمیں رغبت دلاتا ہے کہ دنیا کو بہتر بنا کر دین کا کام خودداری سے کریں۔ جس کی دلیل ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پیش کیا کرتے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا کی بھلائی نصیب فرما اور ہماری آخرت بھی اچھی بنا اور آگ کے عذاب سے بچا رکھ۔''

وہ ہمیشہ دینی مدارس کے طلبہ کی معاشی حالت بہتر بنانے میں کوشاں رہتے اور کہتے کہ طالب علم تھوڑے ہوں تو کوئی حرج نہیں، لیکن ان کے بہتر دماغ کے لیے صحت مند جسم ضروری ہے جو اچھی غذا کی وجہ سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ اپنے زیرنگرانی طلبہ کی جسمانی صحت اور علمی یکسوئی دونوں پر خاص توجہ دیتے۔ جب تک وہ مدرسہ رحمانیہ: ۲۷۰/ فیروز پور روڈ، گارڈن

www.KitaboSunnat.com

ٹاؤن لاہور کے ناظم رہے، طلبہ کے لیے دودھ دینے والی بھینسوں کا انتظام کرتے اور اُنہیں نمازِ فجر سے پہلے اُٹھا کر روحانی عبادت اور جسمانی ورزشیں کرواتے جبکہ نمازِ فجر کے بعد نہار منہ دودھ اور دہی پلاتے۔ اسی طرح اچھی بود و باش کا خصوصی خیال رکھتے۔ اگر کوئی طالب علم اعلیٰ لباس و زینت کی خواہش کرتا تو اس کی خواہش اپنی جیب سے پوری کر دیتے، پھر کہتے کہ اب یکسو ہوکر پڑھائی کرو۔ اخلاقی تربیت کا بہت دھیان رکھتے۔ ایک دفعہ کسی طالب علم کی خواہش وضروریات پوری کرنے کے باوجود اگر وہ علم واخلاق میں کوتاہی کرتا تو اس کا کڑا محاسبہ کرتے۔ کاروبار سے جب بھی معمولی فراغت پاتے، تبلیغی دورے کے لیے نکل جاتے۔ ان کی زبان میں بڑی تاثیر تھی۔ مجلسی گفتگو نپی تلی کرتے۔ ان کی شخصیت اور متانت سے مخاطب نہ صرف متاثر ہوتا بلکہ عقیدت مندی اختیار کر لیتا۔ گویا وفد عبدالقیس کے اشج عصری سے ان کی مشابہت تھی جس کا قصہ یوں ہے:

''اشج عصری اپنے قبیلے کے وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی زیارت کو آئے۔ نبیؐ کے پاس پہنچے تو نبی اکرم ان کی طرف اٹھے۔ اب قوم نے اپنی سواریوں کو بٹھایا اور جلدی میں وہی سفری لباس میں نبیؐ کے پاس آئے جب کہ اشج عصری اٹھے اور پہلے انہوں نے اپنے ساتھیوں کی سواریوں کو باندھا پھر اپنی سواری باندھی اس کے بعد اپنے کپڑوں کو درست کیا اور نبی کے پاس جا کر سلام کہا اور یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے اشج عصریؓ کے اس اقدام پر فرمایا: «إنَّ فيك لخصلتين يحبهما الله ورسوله» تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔ اُشج کہنے لگے وہ کونسی؟ فرمایا: «الأناة والحلم» ''زیرکی اور بردباری'' (صحیح ابن حبان: ۷۱۵۹)

حافظ صاحب کثیر العیال تھے، ان کے ورثا میں دو بیویاں، ۱۱ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں۔ ان سب کی سخت دینی تربیت کے ساتھ وہ ان کے رزقِ حلال کے لیے اَن تھک محنت کرتے رہے۔ خاندانی کاروبار چھوڑ کر اُنہوں نے سعودی عرب اور دبئ میں اپنے لڑکوں کے نئے کاروبار قائم کرنے کی بھی کوششیں کیں، لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ بالآخر کراچی میں ایک وسیع وعریض کالونی 'گلشن معمار' کے نام سے اُنہوں نے ڈویلپ کر لی تھی کہ بیمار ہوگئے اور تقریباً پانچ سال سے وہ گردوں کے فیل ہو جانے کے سبب ڈائیلسز کے عمل سے گزر رہے تھے جس

www.KitaboSunnat.com

کے دوران کئی دفعہ دل کا دورہ پڑا اور ان پر فالج کے کئی حملے بھی ہوئے، لیکن اُنہوں نے ہر تکلیف پر ہمیشہ صبر وشکر کیا اور زبان پر کبھی حرفِ شکایت نہ لائے۔

جب بھی ان کی صحت کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ نہایت اطمینان کا اظہار کرتے اور سورۃ الدہر کی آیتِ کریمہ ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا﴾ ''ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کیے اور ہم جب چاہیں ان کی جگہ انہی کی طرح دوسرے آدمیوں کو لا کر بسا دیں۔'' کی روشنی میں اللہ سے اپنی اُمید باندھ لیتے۔ اس بارے میں ان کا ایمان وتوکل مثالی تھا۔ ہمیشہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ عافیت میں رکھے۔ اگر کوئی آزمائش سے ڈراتا تو کہتے:

''اگر اللہ کی مرضی یہی ہے تو پھر وہی سب سے بڑا مددگار اور سہارا ہوتا ہے۔''

اس طرح بڑے سے بڑا دکھ سہار جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور ان کے جانشینوں کو ان کے نقش قدم پر گامزن کرے۔

﴿وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا﴾ (مریم:۷۶)

''اور جو لوگ سیدھی راہ پر ہیں اللہ ان کو زیادہ (نیک کام کرنے) کی راہ سجھاتا جاتا ہے اور قائم رہنے والی تیرے مالک کے نزدیک اچھا بدلہ رکھتی ہے اور اچھا انجام۔''

www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگاں

حافظ محمد زبیر ☆

ایک خادمِ قرآن کیکچھ یادیں، کچھ باتیں

راقم الحروف کا محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد سے پہلا شعوری تعارف گریجویشن کے دوران ۱۹۹۸ء میں ہوا۔ اور اس کا ذریعہ، شرک پر ان کی چھ عدد آڈیو کیسٹس بنیں۔ توحید و شرک کے موضوع پر ان کا یہ خطاب اس قدر جامع مانع تھا کہ اس نے ڈاکٹر صاحبؒ سے ایک تعلق قائم کر دیا۔ اس کے بعد اپنے گاؤں پنڈی گھیپ، ضلع اٹک میں ہی ڈاکٹر صاحب کی قائم کردہ تنظیم اسلامی کی چھوٹی سی لائبریری سے رابطہ قائم ہوا اور ان کی اکثر و بیشتر کتابیں اور خطبات نہ صرف اَزبر کر لیے بلکہ چھوٹے موٹے دروسِ قرآن کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔

گریجویشن کے بعد میرا پروگرام علم ریاضی میں M.Sc کرنے کا تھا، لیکن ڈاکٹر صاحب کے خطبات نے ذہن تبدیل کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم قرآن کی تعلیم و تعلّم پر بہت زور دیتے تھے بلکہ مغربی تعلیم یافتہ افراد کے لیے تو قرآن کی تعلیم کو فرض قرار دیتے تھے۔ سو راقم نے بھی ڈاکٹر صاحب مرحوم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے گریجویشن کے بعد ۱۹۹۹ء میں قرآن اکیڈمی، لاہور میں ایک سالہ کورس کے لیے داخلہ لے لیا۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں رعب اور دبدبے کا عنصر غالب تھا۔ اس لیے ان سے براہِ راست ملاقات یا بات کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی تھی۔ بہر حال ایک سالہ کورس کے دوران ڈاکٹر صاحب سے کسی انتظامی مسئلے کے حوالے سے ایک ہی دفعہ ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے راقم کو تعلیم پر توجہ دینے کی نصیحت کی۔ مئی ۲۰۰۰ء میں ایک سالہ کورس کے اختتام پر ڈاکٹر صاحب نے کلاس کے ساتھ الوداعی ملاقات کی جس میں سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا۔ راقم نے ڈاکٹر صاحب سے یہ سوال کیا کہ ایک سال پڑھنے کے بعد بعض طلبا میں قرآن وسنت اور دین کا مزید علم حاصل کرنے کی خواہش بڑھ گئی ہے، اب آپ کے پاس اس بارے میں کیا پروگرام ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا: فی الحال تو ہمارے پاس ایک ہی سال کا پروگرام ہے۔ آپ مزید پڑھنا چاہتے ہیں تو اسلامی یونیورسٹی چلیں جائیں۔ جب راقم نے ڈاکٹر

www.KitaboSunnat.com

صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ کا درسِ نظامی کے بارے کیا خیال ہے تو اُنہوں نے جواباً کہا: درسِ نظامی سے گزرنے کے بعد تمہارے اندر تحریکیت☆ ختم ہو جائے گی اور جمود کا شکار ہو جاؤ گے کیونکہ مدارس میں مذہبی تعصب بہت ہے۔ تقریباً ہر مدرسہ اپنے مکتبِ فکر کی تعداد بڑھانے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہے۔ درسِ نظامی کے نصاب میں یہ کمزوری ہے کہ اس کے نصاب کی تیاری میں تحریکی پہلو کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی ہے، الا ماشاء اللہ!

اس کے بعد راقم الحروف نے جامعہ اشرفیہ، لاہور میں درسِ نظامی کے سہ سالہ کورس میں داخلہ لے لیا، لیکن وہاں تشفی نہ ہوئی، لہٰذا کچھ عرصہ بعد جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) میں داخلہ لے لیا جہاں سے میں نے درسِ نظامی کی تکمیل کی اور کچھ عرصہ وہاں تدریس بھی کرتا رہا۔ اس دوران قرآن اکیڈمی سے تعلق تقریباً منقطع ہی رہا۔ پھر دسمبر ۲۰۰۵ء میں راقم 'قرآن اکیڈمی' کے شعبۂ 'تحقیق و تدریس' سے وابستہ ہو گیا تو ایک دفعہ پھر اکیڈمی سے رابطہ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم سے گاہے بگاہے ملاقات رہتی تھی اور اکثر و بیشتر ملاقات ان کے بلانے پر ہی ہوتی تھی۔ وہ خطبہ جمعہ کی تیاری کے لیے اکثر و بیشتر احادیث کی تخریج و تحقیق کا کام بندۂ ناچیز سے لیتے تھے، کیونکہ وہ خود کمپیوٹر کے استعمال سے بالکل ناواقف تھے۔

فقہی مسائل میں اپنی رائے کے اظہار کے لحاظ سے ڈاکٹر صاحب مرحوم وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ راقم الحروف کو ایک ملاقات میں کہنے لگے: مجھے عبادات میں اہل حدیث کا طریقہ پسند ہے اور معاملات میں حنفی فقہ کو مبنی بر اعتدال سمجھتا ہوں۔ بعض اوقات وہ یہ بھی کہتے تھے: میں عبادات میں اہل حدیث ہوں اور معاملات میں حنفی ہوں۔ لیکن میرے خیال میں یہ تقسیم بھی ایک موٹی سی تقسیم ہے، حقیقت میں وہ حنفی تھے اور نہ اہل حدیث بلکہ اپنی ذاتی تحقیق، مطالعہ اور رائے پر اعتماد کرتے تھے۔ چاہے وہ ان دونوں مسالک کے متفقہ فتویٰ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ مزارعت کے مسئلے میں ان کی رائے حنفی اور اہل حدیث دونوں کے مفتی بہ قول کے خلاف تھی اور اس مسئلے میں وہ مولانا طاسین صاحب کی رائے پر اعتماد کرتے ہوئے مزارعت کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے تھے۔ معاملات میں اپنے آپ کو حنفی کہنے کے باوجود اُنہوں نے اس مسئلے میں حنفیہ کے مفتی بہ قول کو قبول نہ کیا۔ اسی طرح آخر عمر میں وہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرتے تھے اور امام ابن تیمیہؒ کے مسلک پر اعتماد کا اظہار کیا کرتے۔ اب یہ بھی معاملات سے متعلق مسئلہ ہے، لیکن اس میں وہ فقہ حنفی سے باہر نکل گئے۔

www.KitaboSunnat.com

عبادات میں وہ جہراً اور سراً دونوں طرح سے نمازِ جنازہ پڑھا لیتے تھے۔ سری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے جو کہ امام مالک، امام احمد اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ یہاں بھی اُنہوں نے عبادات کے مسئلے میں اہل حدیث کے معروف قول کی پیروی نہ کی جو کہ سری اور جہری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ کی قراءت کے قائل ہیں۔ نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے اور انفرادی نمازوں میں رفع الیدین کیا بھی کرتے تھے۔ جماعت میں اگر امام صاحب رفع الیدین کرتے تو وہ بھی کر لیتے تھے، لیکن اگر امام صاحب نہ کرتے تو وہ بھی نہ کرتے تھے اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے تھے کہ ہمیں امام کی اقتدا کا حکم ہے۔ اب یہ نہ تو حنفی مسلک ہے اور نہ ہی اہل حدیث کا موقف۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہی مسائل میں یا تو وہ اپنی تحقیق پر عمل کرتے تھے یا پھر پانچ ائمہ یعنی امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ کی آرا میں کسی کی رائے اور تحقیق پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اسے اختیار کر لیتے تھے اور قدیم مسائل میں ان پانچ ائمہ کی آرا سے باہر نہ نکلتے تھے۔

ڈاکٹر صاحبؒ میں ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ اگر ان پر اپنے موقف کی غلطی واضح ہو جاتی تھی تو اس سے رجوع فرما لیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے علامہ اقبال مرحوم کے نظریۂ اجتہاد پر کچھ لکھا۔ اس پر راقم نے یہ تنقید کی کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے علامہ اقبال کا جو نقطہ نظر بیان کیا ہے، وہ قطعاً صحیح نہیں ہے اور اس کے دلائل بیان کر کے تحریری صورت میں پیش کیا۔ بعد میں راقم کو احساس ہوا کہ ڈاکٹر صاحبؒ پر تنقید کرتے ہوئے کچھ الفاظ میں شاید سختی آ گئی ہے تو عبارت کو نرم بنانا چاہیے۔ راقم نے اسی عبارت کو کچھ نرم بنایا اور ڈاکٹر صاحبؒ مرحوم کو پیش کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس تنقید کو دیکھا اور راقم کی حوصلہ افزائی کی اور اپنے موقف سے رجوع بھی فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا: عبارت کو نرم بنانے کی ضرورت نہیں تھی جیسے پہلے لکھا تھا ویسے ہی لکھو کہ ''ڈاکٹر اسرار صاحبؒ نے اقبال مرحوم کا نقطہ نظر قطعاً نہیں سمجھا ہے'' اور پھر خود ہی راقم کی سابقہ عبارت کو دوبارہ لکھ کر کہا کہ اب اسے شائع کروا دو۔

کچھ سال پہلے جبکہ ڈاکٹر صاحب حیات تھے اور میں جامعہ لاہور الاسلامیہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ اہل الحدیث کی جماعت، جماعۃ الدعوۃ کے مفتی جناب مولانا مبشر احمد ربانی صاحب سے جامعہ میں جب ایک بار یہ سوال ہوا کہ ڈاکٹر اسرار صاحب کی تنظیم اور اس میں کام کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اُنہوں نے یہ جواب دیا: کہ اگر ڈاکٹر صاحب

وحدت الوجود کا نقطہ نظر اختیار نہ فرماتے تو اس تحریک کی معاونت کرنے والے سب سے زیادہ سلفی ہوتے۔ سلفی اور اہل حدیث طبقے میں ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمات کے پیش نظر بحیثیت مجموعی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے بعض نظریات اورعقائد سے اختلاف کی وجہ سے اہل حدیث اور سلفی نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے تحریکی اور تنظیمی کام سے دور رہی۔ وحدت الوجود، نظریۂ ارتقا، ایمان کے بعض مباحث اور عقیدے سے متعلق قرآن کے بعض مقامات کی سائنسی تفسیر وغیرہ جیسے ان کے نظریات سلفی علما کے ہاں زیر تنقید رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ اپنے ان عقائد کے بارے یہی توجیہ پیش کرتے تھے کہ یہ میرے ذاتی عقائد ہیں اور ان کا میری تنظیم یا اس میں شمولیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے بقول تنظیم اسلامی کی بنیادی فکر چار بنیادی مباحث پر مشتمل ہے:

① اسلام مذہب (religion) نہیں بلکہ ایک دین ہے جس میں انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی سے متعلق بھی ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔

② ایک مسلمان کے بنیادی فرائض تین ہیں:

عبادتِ ربّ (زندگی کے ہر گوشے میں)

دعوتِ دین (پورے دین اور خصوصاً قرآن کی) اور

اقامتِ دین کی جدوجہد (یعنی نظامِ عدل وقسط کے قیام کے لیے کوشش کرنا)

③ منہج انقلابِ نبوی، یعنی تنظیم اسلامی کا دین کو قائم کرنے کا طریقہ کار نہ تو صرف تبلیغی اور دعوتی سرگرمیوں تک محدود ہے اور نہ ہی عسکری نوعیت کا ہے بلکہ احتجاجی اور انقلابی طریقہ کار ہے۔

④ جماعت کی بنیاد 'بیعتِ جہاد' ہو گی۔ اور جہاد سے مراد صرف قتال نہیں ہے بلکہ وسیع معنوں میں جہاد یعنی غلبہ دین کی علمی وعملی جدوجہد مراد ہے۔

ڈاکٹر صاحبؒ کا کہنا یہ تھا کہ جسے ان چار بنیادوں سے اتفاق ہو، چاہے وہ سلفی ہو یا حنفی، تنظیم میں شامل ہوسکتا ہے۔ اور تنظیم میں شامل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ہر مسئلے میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیق پر اعتماد کرے یا فقہی مسائل میں ان کا مقلد بن جائے یا ان کے عقائد ونظریات کی پابندی کرے۔

بہر حال آخر عمر میں ڈاکٹر صاحب نے تنظیم کی شوریٰ میں یہ بات رکھی تھی کہ جن اصحاب کو

www.KitaboSunnat.com

میری بعض آرا یا نظریات سے اتفاق نہیں ہے تو میں ان کے ساتھ مل بیٹھ کر گفتگو کرنا چاہتا ہوں تا کہ اگر میں غلطی پر ہوں تو رجوع کر لوں۔ اس سلسلے میں بہت سارے لوگوں نے اپنے نام تنظیم کے مرکز میں لکھوا دیے۔ راقم نے بھی عقائد کے ان موضوعات کے تعین کے ساتھ اپنا نام جمع کروایا، لیکن اس ملاقات کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ قضاے الٰہی نے ڈاکٹر صاحب کو آلیا۔ راقم کو یہ قوی اُمید تھی کہ اگر ڈاکٹر صاحبؒ سے یہ ملاقات ہوتی تو وہ ضرور وحدت الوجود وغیرہ اَفکار اور نظریات سے رجوع فرما لیتے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اخلاص کی بنا پر ان کی لغزشیں معاف کرے اور انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

ڈاکٹر صاحبؒ جس بات کو حق سمجھتے تھے، اس کو بیان کرنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے، ان میں جراتِ ایمانی بہت زیادہ تھی۔ ایک دوسری بات جو راقم نے محسوس کی کہ وہ وقت کے بہت زیادہ پابند تھے اور پابندیٔ وقت کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور وقت کو بالکل بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ عین نماز کے وقت مسجد میں تشریف لانا اور اگر تین یا چار منٹ بھی نماز میں رہتے ہوں تو فوراً نفل نماز کی نیت باندھ لینا، ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔

قرآن اور دین اسلام کی خدمت میں محترم جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اُنہوں نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نوجوانوں کی زندگیوں کا رخ تبدیل کر دیا۔ اُن کے کام کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ اللہ نے ان سے کام لیا ہے۔ پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیاء ورسل کو دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجتے تھے تو آپؐ کی اُمت میں یہی کام اللہ تعالیٰ علماء اور اپنے نیک بندوں سے لیتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کسی مدرسے سے فارغ (مستند عالم دین) تو نہ تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا وہی کام لیا ہے جو اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے دین کی تجدید کے حوالے سے اپنے نیک بندوں سے لیتے رہے ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ قرآنِ کریم کی طرف رجوع کی تحریک کے ایک عظیم رہنما تھے۔ اس مشن میں انہوں نے نہ اپنی صحت کی پروا کی اور نہ ہی مال واولاد کی۔ اللہ تعالیٰ ان کا اخلاص اور جہاد قبول فرمائے۔

﴿بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (البقرۃ:۱۱۲)

......❁......

www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگاں

محمد عطاء اللہ صدیقی

اِک 'اور' شاہ بلوط ٹوٹ گرا!!

۱۴/اپریل کی صبح تقریباً تین بجے دین وملت کا ایک شاہ بلوط اس دارِفانی سے ٹوٹ کر اس عالم فنا میں غائب ہو گیا جہاں سے واپس کوئی نہیں آتا۔ صبح کو جب اہل لاہور کی آنکھ کھلی تو وہ عالم اسلام کی نامور شخصیت ڈاکٹر اسرار احمد کے انتقال کی خبر سن کر دلی صدمہ سے دو چار ہوئے۔ شہر لاہور جو اپنے دامن میں علما وفضلا کی موجودگی پر ہمیشہ نازاں رہا ہے، ایک بطلِ جلیل کے سانحۂ ارتحال سے سوگوار ہو گیا۔ قحط الرجال کے سلگتے صحرا میں ڈاکٹر صاحب ایک شاہ بلوط کے درخت کی مانند تھے۔ افسوس کہ ملتِ اسلامیہ بالعموم اور اہل پاکستان بالخصوص ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئے۔ جو اس دور میں تحریک اور خدمت قرآن میں اپنی مثال آپ تھی۔

ڈاکٹر اسرار احمد نادرۂ روزگار تھے، ان جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اقبال نے اس طرح کی عظیم شخصیات کے بارے میں ہی کہا تھا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر صاحب کی رحلت کی خبر سن کر دل بیٹھ گیا۔ ایک صدمہ تھا جو اَعصاب شکن تھا۔ ساری مصروفیات ترک کر کے قرآن اکیڈمی جا پہنچا۔ عجب دل فگار منظر تھا۔ اُداس کر دینے والی ہستی کے آخری دیدار کے لئے خواتین وحضرات گروہ در گروہ آ رہے تھے۔ ان کا جسدِ خاکی ایک چھوٹے سے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ خواتین کو پہلے موقع دیا گیا۔ باری آنے پر جب میں اس کمرے میں پہنچا تو جذبات پر قابو نہ رہا۔ وہ سفید اُجلے کفن میں ملبوس بے حد سکون سے لیٹے تھے۔ صرف چہرہ کھلا تھا۔ میری نظر جب ان کے چہرے پر پڑی تو یقین نہیں آتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب معمول کی نیند میں ہیں یا اَبدی نیند سو رہے ہیں۔ اقبال کا یہ شعر ڈاکٹر صاحب اکثر پڑھا کرتے تھے:

www.KitaboSunnat.com

نشانِ مردِ مؤمن با تو می گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب او ست

ان کا چہرۂ مبارک اس شعر کی تصویر تھا۔ اس کمرے میں ان کے عقیدت مند صدمے اور صبر کے درمیان ایک کشمکش میں مبتلا نظر آئے۔ آنکھیں نم ناک تھیں، دل افسردہ تھے مگر لبوں پر آہ و بکا نہ تھی کہ یہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ بعض اَفراد کو دیکھا کہ دیواروں سے لگ لگ کر سسکیاں لے رہے تھے۔ تنظیم اسلامی کے سینکڑوں کارکن اپنے عظیم رہنما اور داعیٔ انقلاب کے انتقال پر ایک دوسرے کو پرسہ دے رہے تھے۔

ان کی نمازِ جنازہ سنٹرل پارک، ماڈل ٹاؤن میں ادا کی گئی۔ ان کے صاحبزادے حافظ عاکف سعید صاحب نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ نمازِ جنازہ بذاتِ خود بچھڑنے والی عظیم روح کو زبردست خراجِ تحسین تھا۔ یوں لگتا تھا کہ پورا شہر پلٹ پڑا ہے۔ ماڈل ٹاؤن پارک کے باہر سرکلر روڈ پر کہیں بھی گاڑی پارک کرنے کو جگہ نہ تھی۔ مجھے خود بہت دور ایک مارکیٹ کے کونے میں بڑی مشکل سے گاڑی پارک کرنے کو جگہ ملی۔ لوگ ہر طرف سے دیوانہ وار دوڑ رہے تھے۔ ٹی وی چینلز کی ٹیمیں براہِ راست کوریج کے لئے جذبہ مسابقت کا اظہار کر رہی تھیں۔

نمازِ جنازہ ختم ہوئی تو لوگ ڈاکٹر صاحب کے آخری دیدار کے لئے ٹوٹ پڑے۔ قرآنِ مجید کے عظیم خادم اور داعی کے آخری دیدار کی ایک جھلک کے لئے لوگ بے تاب نظر آتے تھے۔ حاضرین اُداس اور افسردہ تھے۔ ہزاروں آنکھیں نم ناک تھیں۔ اسلامی انقلاب کی حسرت رکھنے والے شیدائیوں کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد روشنی کا مینار تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کی آدرش اب حسرتِ ناتمام بن کے رہ جائے گی۔

ایک روشن چہرہ بزرگ کو کہتے سنا گیا کہ اتنا بڑا جنازہ لاہور کی تاریخ میں نہیں دیکھا گیا۔ ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے جنازے میں مَیں شریک تھا مگر ڈاکٹر صاحب کے جنازے کے شرکا زیادہ ہیں۔ شہر لاہور اس سے پہلے مولانا احمد علی لاہوریؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ، مفتی محمد ادریس کاندھلویؒ، مفتی محمد حسین نعیمیؒ، حافظ عبد القادر روپڑیؒ اور تقریباً ۷۰ برس پہلے علامہ اقبال کے سفر آخرت کے مناظر دیکھ چکا تھا، آج پھر ایک عظیم انسان اور نابغۂ عصر کی رحلت کا سانحۂ جانکاہ اسے دیکھنا پڑا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

یہ چند سطور مختصر ذاتی تاثر پر مبنی ہیں۔ آنے والے دنوں میں ڈاکٹر اسرار احمد کی زندگی، فکر اور خدمات کے حوالے سے مضامین اور پروگراموں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ راقم الحروف کا ذاتی تاثر یہ ہے کہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے بعد پاکستان میں ڈاکٹر اسرار احمد اسلامی انقلاب کے سب سے بڑے علمبردار تھے۔ ۱۹۷۸ء میں جب ایران میں آیت اللہ خمینی کی قیادت میں انقلاب آیا تو اس کے اثرات پورے عالم اسلام پر پڑے۔ ایرانی انقلاب کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد نے بے حد جوش وخروش سے 'اسلامی انقلاب، کیوں اور کیسے؟' جیسے موضوع پر خطبات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ بہت جلد وہ قائدِ انقلاب بن کر اُبھرے۔ اُنہوں نے دروسِ قرآن کو اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لئے بطورِ حکمت عملی استعمال کیا۔ ان کی دعوت کا مرکزی نکتہ 'رجوع الیٰ القرآن' تھا۔ ان کی تقاریر اور تحریروں میں اسی فکر کی وضاحت پر زور دکھائی دیتی ہے۔

اُنہوں نے اپنی فکر کو بڑے وقار اور دانش مندی سے آگے بڑھایا۔ وہ جلد بازی اور عجلت میں کوئی اِقدام اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ کسی دینی راہنما کے حلقے میں سو دو سو نوجوان شامل ہو جائیں تو وہ جہاد بالسیف اور حکومت کے خلاف عسکری جد وجہد کے نعرے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ آفرین ہے ڈاکٹر اسرار احمد کی حکمت و دانائی پر کہ ہزاروں نوجوان ان کے اشارۂ ابرو کے منتظر تھے مگر اُنہوں نے عسکری جدو جہد اور ٹکراؤ کی پالیسی کبھی نہیں اپنائی۔ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ وہ حضورِ اکرم ﷺ کی مکی زندگی سے اپنی حکمتِ عملی کے لئے دلائل پیش کیا کرتے تھے۔

حافظ عاکف سعید صاحب نے بتایا کہ اُنہیں ۱۹۶۷ء میں پہلی دفعہ تنظیم اسلامی اور ایک انقلابی جماعت بنانے کا خیال آیا۔ مشاورت ہوتی رہی، بالآخر یہ جماعت ۱۹۷۵ء میں قائم ہو گئی۔ وہ جنرل ضیاء الحق صاحب سے ان کی مذہب پسندی کی وجہ سے اچھی اُمیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ اس دور میں کچھ دیر کے لئے مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے، مگر بہت جلد اُنہیں احساس ہو گیا کہ جنرل ضیاء الحق اسلامی نظام سے زیادہ اپنے عرصۂ حکومت کو طول دینے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لیے اُنہوں نے مجلس شوریٰ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ اسی طرح ۱۹۹۷ء میں جب میاں نواز شریف کو انتخابات میں عدیم النظیر کامیابی ملی تو وہ اپنے والد میاں محمد شریف مرحوم اور میاں شہباز شریف کی ہمراہی میں ڈاکٹر صاحب سے ملنے

www.KitaboSunnat.com

آئے اور اُن سے مشاورت کی۔ ڈاکٹر صاحب اس ملاقات کی تفصیلات بتایا کرتے تھے۔ اُنہوں نے میاں نواز شریف کو سب سے پہلے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے ٹھوس اقدامات اُٹھانے کا مشورہ دیا۔

مجھے ان کی انقلابی جدوجہد کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت کی سادگی، دینداری اور ذاتی زندگی میں عاجزی نے بے حد متاثر کیا۔ ڈاکٹر صاحب اگر چاہتے تو بے پناہ دولت کما سکتے تھے۔ ان کے بھائیوں نے کاروبار میں کروڑوں روپے کمائے مگر اُنہوں نے دولت جمع کرنے کی کاوش کبھی نہ کی۔ ان کی ساری جدوجہد قرآن وسنت کی دعوت کے لئے مخصوص تھی۔ اُنہوں نے شروع سے سادہ رہن سہن اختیار کیا۔ ۱۹۷۸ء میں جب ماڈل ٹاؤن میں منتقل ہوئے تو وہاں قرآن اکیڈمی کے دو کمروں پر مشتمل آٹھ فلیٹوں میں سے ایک فلیٹ میں رہائش اختیار کی، باقی سات فلیٹ تنظیم اسلامی کے ارکان کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔

چند سال پہلے اُنہوں اپنے ذرائع آمدنی اور اخراجات کی تفصیلات پر مبنی ایک کتابچہ تحریر کیا۔ یہ کتابچہ پڑھ کر بے حد حیرت ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس قدر مالی بدحالی میں قناعت کی زندگی گزار رہے تھے۔ پانچ چھ برس پہلے مجھے ان سے اُسی فلیٹ میں ملنے کا موقع ملا جس میں وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ ہر طرف سادگی نظر آتی تھی۔ ان کے ایک رفیق نے بتایا کہ اس فلیٹ کا فرنیچر تیس سال سے زیادہ پرانا ہے۔ ان دنوں ڈاکٹر صاحب کو خرچ کرنے کے لئے صرف آٹھ ہزار روپے ماہوار ملتے تھے جس کا بڑا حصہ ان کے بیٹے ڈاکٹر عارف رشید دیتے تھے۔ ان کے پاس پہننے کے لئے محض دو چار سوٹ تھے، دو تین واسکٹ تھیں جسے وہ بدل بدل کر پہنتے تھے۔ کھانا بے حد سادہ تھا، ان کی ذات عملی تقویٰ اور تدین کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ وہ معاشرے سے غلط رسومات کے خاتمے کی بات کرتے تھے۔ سب سے پہلے اُنہوں نے اپنے خاندان سے ابتدا کی۔ ان کے بیٹے اور بیٹیوں کی شادیاں اسلامی طریقے پر ہوئیں۔ مسجد میں بے حد سادہ تقاریب میں نکاح خوانی کی گئی۔ کسی تکلف اور بے جا اِسراف سے گریز کیا گیا۔

راقم الحروف کو لاہور کے دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مسالک کے علماء و مشاہیر سے ملنے اور ان کے خاندانوں کے متعلق براہِ راست جاننے کے متعدد مواقع ملے ہیں۔ میں بے

www.KitaboSunnat.com

حد یقین اور دیانتداری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر اسرار احمد اس اعتبار سے بے حد خوش قسمت تھے کہ ان کی اولاد ان کی جدوجہد میں ان کا دست و بازو بنی رہی۔ ان کے بیٹے اور بیٹیاں اپنے عظیم والد کی فکر اور طرزِ زندگی دونوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے کوئی بھی اپنے عظیم والد جیسی اعلیٰ صفات سے متصف نہ ہو مگر ان کے بارے میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنے والد کے راستے سے جدا راستہ اپنائے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی بہت بڑی روایت ان کے دروسِ قرآن اور رمضان شریف میں نمازِ تراویح کے دوران ترجمہ وتفسیر کا عمل تھا۔ ان کی زندگی میں چالیس سے زیادہ مساجد میں یہ اہتمام ہوتا تھا۔ راقم الحروف کو بارہا اس میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ ایک عجیب روحانی ثقافت کا احساس ہوتا تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد ایسے اجتماع میں بڑی دلچسپی سے شریک ہوتے رہے ہیں۔

ایک اور بات جو ڈاکٹر صاحب کے بارے میں نہایت اہم ہے۔ وہ ان کا غیر متزلزل عزم اور بلا کی استقامت اور استقلال ہے۔ گزشتہ دس برسوں میں بہت سے لوگ اسلامی انقلاب کی منزل کو دور دیکھ کر قدرے مایوسی کا شکار ہوئے مگر ڈاکٹر صاحب مایوس نہیں تھے۔ وہ نتائج سے زیادہ اپنے نظریہ کی صداقت اور جدوجہد کے صحیح ہونے پر انمٹ یقین رکھتے تھے۔ اُنہوں نے جس عظیم ہدف کے حصول کے لئے اپنی جوانی، اُدھیڑ عمری اور پھر شباب آور پیرانہ سالی لگا دی تھی، اس پر اُنہیں بالکل تاسف نہیں تھا۔ اُنہیں اپنے مشن کے متعلق انشراحِ صدر تھا اور اُن کے نزدیک سب سے بڑی کامیابی اور خوش بختی ہی یہ ہے کہ انسان اللہ کی دی ہوئی زندگی کو اس کے راستے پر لگائے۔ منزل سے زیادہ منزل کے حصول کی جدوجہد ان کے لئے اہم تھی۔ یہ بات اُنہوں نے فکرِ اقبال سے حاصل کی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کے خطبات سننے کا جن لوگوں کو موقع ملا ہے، وہ گواہی دیں گے کہ وہ فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر تھے۔ وہ وسیع المشرب دینی سکالر تھے۔ وہ اگرچہ حنفی مسالک سے دلی قربت رکھتے تھے مگر ماہِ رمضان میں بارہا ان کے ہاں سلفی مسلک کے طریق پر نمازِ وتر اَدا کی جاتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب خود کہا کرتے تھے کہ ان کی فکر پر شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال اور سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہم اللہ کے اَفکار کے اثرات ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ابوالکلام آزاد کے متعلق البتہ اُنہیں کہتے ہوئے سنا گیا کہ ۱۹۱۹ء میں ان کی فکری موت واقع ہو چکی تھی جب وہ گاندھی کے ساتھ متحدہ قومیت کے علمبردار بن کر اُبھرے۔

ڈاکٹر اسرار احمد اسلامی نظام کے نفاذ کو پاکستان کے معاشی، سماجی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لئے ناگزیر سمجھتے تھے۔ وہ ضروری تبدیلیوں کے ساتھ نظامِ خلافت کے قیام کے داعی تھے۔ خدا نے اُنہیں خطابت اور تحریر دونوں کے اعلیٰ اوصاف عطا کیے تھے۔ ان کی تقاریر اور مضامین مردہ دلوں کو گرما دیتی تھیں۔ ان کی تحریروں میں بھی خطیبانہ اور داعیانہ اُسلوب غالب ہے۔ موضوع کی مناسبت سے الفاظ کے زیر و بم کے استعمال پر اُنہیں قابل رشک دسترس حاصل تھی۔ ان کے لہجے میں وقار، عظمت اور متانت جھلکتی تھی۔

جب ان کا جسدِ خاکی لحد میں اُتارا جا رہا تھا تو نجانے بار بار بلھے شاہ کا یہ شعر زبان پر کیوں آ تا تھا: ع بلھے شاہ اساں مرناں ناہیں، گور پیا کوئی ہور!

علامہ اقبال کے وہ والہ وشیدا تھے۔ وہ بے حد تواتر سے اُن کے اشعار تحریر وتقریر میں استعمال کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات میں ایک عظیم اقبال شناس بھی تھے۔ علامہ اقبال کی یہ رباعی اُنہیں بہت پسند تھی:

نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید سرودِ رفتہ باز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

ڈاکٹر صاحب کے عقیدت مند اُن کی شخصیت میں اُسی دانائے راز کی جھلک دیکھتے تھے۔ اب جبکہ یہ نادرۂ روزگار ہستی بھی اس جہاں میں نہیں رہی تو واقعی بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اب ایسے لوگ کہاں ہیں جنہیں دانائے راز کہہ سکیں۔

ڈھونڈو گے گلیوں گلیوں

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے انتقال پر نعیم صدیقیؒ صاحب نے ''اک شاہِ بلوط ٹوٹ گرا!'' کے عنوان سے منظوم نوحہ رقم کیا تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان سے درخواست کی جاسکتی تھی کہ اس نظم کے عنوان میں 'اور' کا اضافہ کردیں۔

www.KitaboSunnat.com

www.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol. 42 No. 5

Monthly MUHADDIS Lahore

5866476
5866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالا تر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے ——— زرِ سالانہ ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700